مجموعہ کلام

روحِ سلوک

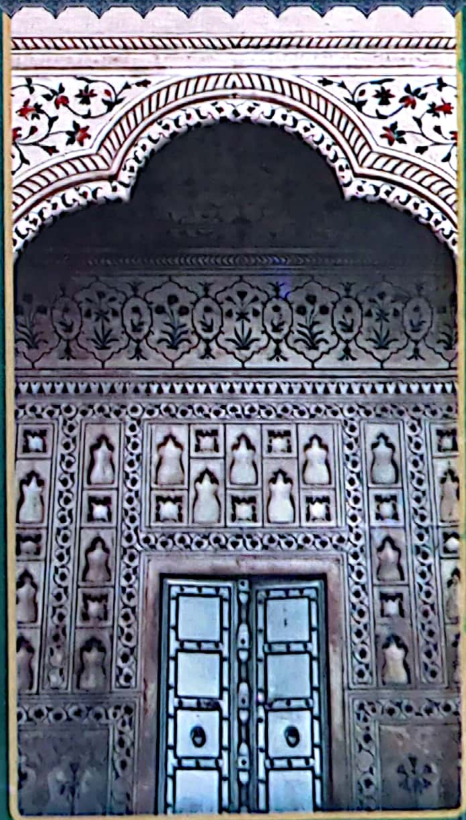

شاہین اقبال اثر

خلیفہ مجاز بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

CamScanner

روحِ سلوک

جناب شاہین اقبال اثر صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز بیعت

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

ناشر

سپر پرنٹر، برنس روڈ، کراچی

0315-2103209......0300-2103209

CamScanner

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام..............................روحِ سلوک

مصنف..............................شاہین اقبال اَثر

اشاعتِ ثالث..............................اپریل 2016ء

ناشر..............................سپر پرنٹر، برنس روڈ، کراچی

کتاب ملنے کے پتے

(1)...... مکتبہ عمر فاروق 4/491، شاہ فیصل کالونی، کراچی۔
0334-3432345......02134594144

(2)...... سعدی کتب خانہ نزد اشرف المدارس، گلشن اقبال، کراچی۔
0333-2305791

(3)...... اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔02134927159

(4)...... جامع مسجد گلزارِ محمدی و خانقاہ، سیکٹر 4-D، سرجانی ٹاؤن، کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ

الْکَرِیْمِ

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَۃً

بخاری شریف کتاب الادب

ترجمہ

بے شک بعض شعر حکمت آمیز ہوتے ہیں

جو لوگوں کے لئے نافع ہوتے ہیں

CamScanner

انتساب

بحمد للہ میں اس کتاب کو مرشدی و مولائی سیدی و سندی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کے نامِ نامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

کسی کی سمت نہ دیکھا ترے حصول کے بعد
یہی دلیل مرے حسنِ انتخاب کی ہے

تعارف

ہے حاصلِ طریق معاصی سے اجتناب
تقویٰ کا اہتمام ہی روحِ سلوک ہے

ہر شعر اس کا جانِ تصوف ہے بالیقیں
مجموعۂ کلام ہی روحِ سلوک ہے

فہرست

تقاریظ اکابرینِ کرام

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی............ 18

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ.......... 20

جناب حاجی نثار احمد خان فتحی صاحب دامت برکاتہم............ 26

مقدمہ

جناب خالد اقبال تائب صاحب دامت برکاتہم................ 30

پیش لفظ

شاہین اقبال آثر....................................... 34

تحدیث بالنعمۃ....................................... 38

حمد باری تعالیٰ شانہ

جو جسم و جاں کے ساتھ ہے شہہ رگ کے پاس ہے 40

جلوہ تیرا ہی بہر سُو نظر آتا ہے مجھے........................ 41

ترا کیا ہے تو ہم ذروں کو پھر سے کہکشاں کر دے................ 42

یکتا ہے ذات ایزدی اپنی صفات میں........................ 43

کوئی مجھ سے پوچھے میں کیا مانگتا ہوں........................ 44

چھا گیا رنگِ سخن پر جب تیری مدحت کا پھول.................. 45

CamScanner

کھلا سائنس پر بھی آخرش یہ انتظام اس کا 46
بزمِ ہستی میری کیا ہے مجھے معلوم نہ تھا 47
نشۂ عشق کو زائل نہیں ہونے دیتا 48
ہم اس سے دور ہو گئے کتنا عجیب ہے 49
وجدان کی لے پر تیرا پیغام سنا ہے 50

نذرانۂ عقیدت در بارگاہِ نبوت ﷺ

نبی ﷺ کی یاد ہی سے روحِ مومن شاد ہوتی ہے 53
اس پہ نظارہ ہے لازم روضۂ سرکار ﷺ کا 54
مراد یکھا تو ہم ان کا فرمایا یقینی ہے 55
جو محرزِ میں نازِ فلک رشکِ ارم ہے 56
ذرا بھی شک جسے ختم الرسل ﷺ کی بات میں ہے 57
گر نہ ہوتے آپ تو ہوتے کہاں شمس وقمر 58
اہلِ دنیا کو مبارک گلشنِ دنیا کے پھول 59
بے خودی کیسی اس اصحاب پہ چھائی ہوگی 60
روزنِ فکر سے گزری جو ثناء کی خوشبو 61
اثر جو شافعِ محشر ﷺ کے گن گایا نہیں کرتے 62
جب آسمان مدحِ سرائے رسول ﷺ ہے 63
روانہ ہونے کو ہے وہ طیبہ نگر سفینہ 64

حقیقتِ عشق 65
چاہے جو دوررہ کے بھی قربت رسول ﷺ کی 66
بہت سننے کو سیرت پر ہمیں تقریر ملتی ہے 67
امت کی راہ راہِ ہدایت سے کٹ گئی 68
ہے بحرِ عشق سامنے فوراً اتر چلو 69
مدحتِ سرکار ﷺ کرنا کب کسی کا ہے کمال 70
وہ شہر جس میں ذاتِ شہِ دیں ﷺ مکین ہے 71
ہر سمت ایک نور کا ہونے لگا ظہور 71
افسوس و تعجب ہے مجھے اس غلام پر 73
حق عشق شہِ دیں ﷺ کا ادا کیوں نہیں کرتے 74
سرِ محشر تپ خورشیدِ محشر کا مجھے کیا ڈر 75
ہو یوں ذوقِ سخن محدود توصیفِ محمد ﷺ تک 76
ہے جو ارماں نخلِ ایماں ہو ثمر آراستہ 77
پیشِ نظر جب عظمتِ خیر البشر ﷺ ہوئی 78
عالمِ مے نوشیِ عشاق بھی کیا خوب ہے 79
رہنماؤں کو بھی تعلیم یہ دی جاتی ہے 80
بکھرائے پھول نطق سے شیریں کلامنے 81
شفیع المذنبیں ﷺ کی ابتدا ہے 82

پہلے عمل میں ان کی اتباع پیروی کرو 83
اگر رخ مدینے کی جانب نہیں ہے 84
غلامی مصطفیٰ ﷺ 85
شہِ دیں ﷺ کی نسبت پہ نازاں ہوں میں 86

در مدحِ شیخ

کھلا یہ اب جنوں اپنا خرد آمیز ہے ساقی 88
عشاق کا سرمایہ 90
مری متاعِ سخن وقف اس کی شان میں ہے 91
برپا دل و نگاہ میں اک انقلاب کر دیا 92
آسمانِ دل کے اختر کیا کہوں 93
صورت خارِ بیاباں ہو تو گلشن کو چلو 94
لائے تو کوئی پیر میرے پیر کی طرح 95
بہت سے پھول ہیں لیکن کنول نہیں کوئی 96
فیضِ چارہ گر سمجھتا ہوں اسے 97
نہ جانے کونسی اُس نے ادھر نظر ڈالی 98
زندگی ہم بھی گزاریں اہلِ تقویٰ کی طرح 99
منظر نہیں ہے کوئی بھی پیارا ترے بغیر 100
اک حیاتِ جاوداں پاؤں گا میں 101

اگر مولا نگاہِ عقل سے پردہ اٹھا دیتا 102
یہ ممکن تھا حضورِ شیخ سے دوری نہیں ہوتی 103
کب کہاں میں پارسا و پاک ہونا چاہتا ہوں 104
کسی کی یاد کی خوشبو لئے دامن میں رہتا ہوں 105
اس پہ شاہین کیوں نہ ناز کرے 106
روپوش ہو گئے ہیں جبھی گلستاں سے پھول 107
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون 108
میری جانب بھی اب نظرِ کرم اے ساقیا کر دے 111
جوانی یہ رشکِ جوانی نہ ہوتی 112

پند و موعظت (اصلاحی اشعار)

ملی اللہ والوں کی جنہیں صحبت نہیں ہوتی 114
ہم ان سے مل کے اک ایسی خوشی محسوس کرتے ہیں 116
رہِ سلوک کا کیف و سرور پا نہ سکے 117
روشنی بے حساب ہے دل میں 118
کہ جی بھرتا نہیں ہے بندگی سے 119
آنکھوں میں بھی تقویٰ کا اجالا نہیں ہوتا 120
جس کو ان کا قرب حاصل ہو گیا 121
ان کے حکموں کے مقابل آرزو کیا چیز ہے 122

وہ جس کو آخرت کی فکر دامن گیر ہوتی ہے 123
اپنی ہستی کو مٹانے سے خدا ملتا ہے 124
فہم اس کا صرف دیوانوں میں ہے 125
فنائیتِ حسن 125
محنت نہیں رہی وہ مشقت نہیں رہی 126
آدمی جب گناہ کرتا ہے 127
گناہوں کی جسارت کر رہے ہو 128
اہلِ تقویٰ کی صورت بنا لیجئے 129
غیب سے پردہ اٹھا دے تو مزہ آجائے 130
مرے دل میں جب انکا غم نہ ہوگا 131
اثر مشغول ہیں جب ہم گناہوں میں 132
زندگی کا لطف سچ پوچھو تو بس سنت میں ہے 133
زیست کی کشتی کا رخ عقبیٰ کے ساحل کی طرف 134
اے دوست قدم اپنے بڑھا سوچ سمجھ کر 135
عشق کا اظہار 135
مجاہدات کی بھٹی سے جو گزرتا ہے 136
عشق فانی 137
روح جب قربِ الٰہی پائے گی 138

CamScanner

وہ کہاں شعرائے دنیا کی سخندانی میں ہے 139
کنٹرول 140
کوٹھی بنگلے بہتریں دو چار دن کی بات ہے 141
یہ جو دنیا ہے رہ گزر ہے دوست 142
دیکھ نسبت کو معاصی سے تو کمزور نہ کر 143
سربلندیٔ روح 144
جو میرا قول ہے وہ میرا حال ہو جائے 145
سنت کی روشنی 146
آخر جب مہرباں انساں پہ قسمت ہونے لگتی ہے 147
حسن کو جب زوال ہوتا ہے 148
بھلا اشکِ ندامت عرش پر کب پائے جاتے ہیں 149
مہرباں بندے پہ جس دم حق تعالیٰ ہو گیا 150
حسن کا جغرافیہ بدلا تو حیراں ہو گیا 151
علاج 152
تحریک اصل میں ہے یہی خانقاہ کی 153
محبت کا سمندر 153
رہا محروم وہ دونوں جہاں کی شادمانی سے 154
کیسی بندش آنکھ پر ہے یہ ابھی مت پوچھئے 155

ایماں کی حلاوت کا مزہ کیوں نہیں لیتے 156
رابطہ کم ہوگا جتنا عالمِ فانی کے ساتھ 157
قرب کی لذت 158
حسد کی آگ میں جس کو بھی جلتے دیکھا ہے 159
تمام شب کی تہجد کا نور ایک طرف 160
وہ اپنی راہ میں جس کو قبول کرتے ہیں 161
ہے ایسا سوزِ اہلِ دل کہ جو بے ساز ہوتا ہے 162
بڑے محسن سے غداری کرے گا 163
جو اہلِ دل ہیں وہ یہ اہتمام کرتے ہیں 164
جسے نسبت کا موتی حق تعالیٰ خود عطا کردے 165
خواہشِ نفس نے طوفان اٹھا رکھا ہے 166
اس سمت کبھی تابِ نظارہ نہیں ہوتا 167
احمق 167
جب مبتلا ہو آدمی عشقِ مجاز میں 168
یہ کیسی آہ وفغاں ہے کسی کو کیا معلوم 169
نظر خراب نہ کر 169
باوجودِ علم قربِ حق جسے حاصل نہیں 170
حاصلِ بندگی 171

CamScanner

دل میں جو عشق کا طوفان لئے بیٹھے ہیں............ 172
فقط شیخ سے استفادہ کرو............ 173
قربان ہو جا پیر پر عہدِ شباب میں............ 174
گناہ وہ ہے ترے دل کو جو کھٹک جائے............ 175
دل نہ پہلو سے نکلنے کی شکایت کرتے............ 176
رکھا ہے ہم نے آپ کے غم کو سنبھال کر............ 177
خوشی قربان کر کے مسکرانا چاہتا ہوں............ 178
رزلٹ آنے سے پہلے............ 178
گر نہیں فرصت تو محسن کے لئے............ 179
رسوا نہ کیجئے............ 179
شیخِ کامل سے جو اجازت پاتا ہے............ 180
کسی گناہ کو معمولی مت خیال کریں............ 181
خلوصِ دل سے اگر طالبِ معافی ہے............ 182
اپنے مولیٰ کی محبت عام کرنا چاہتا ہوں............ 183
میں اتنا جانتا ہوں رہبرِ کامل کے بارے میں............ 184
اے خدا با خدا کچھ نہیں............ 185
طریقِ اولیاء ہے یہ ولایت کی نشانی ہے............ 186
جس کو یہ آرزو ہو کہ بیٹھے خدا کے ساتھ............ 187

قطعہ.. 187
حسنِ بتاں سے خود کو بہت دور کر دیا.............................. 189
تو کیا اللہ کا بندہ نہیں ہے.. 190
آیا ترا خیال مری نیند اڑ گئی... 191
یاد رکھنا یہ نصیحت دیکھنا غفلت نہ ہو............................ 192
خون کا سمندر.. 193
غمِ تقویٰ غذائے اولیاء ہے... 194
قطعہ.. 194
دل ہی پہلو میں مچل جائے تو پھر................................. 195
جو اہلِ دل ہیں گناہوں کو چھوڑ دیتے ہیں...................... 196
حجاجِ کرام سے خطاب.. 197
جس دن سے کھلی عظمتِ عقبیٰ مرے آگے..................... 198
خود ہی منزل نے پکارا ہے طلبگاروں کو........................ 199
زندگی چین سے گزارے گا... 201
عقل دل کے تابع ہے عشق کی کرامت سے.................... 202
زنجیرِ روایات سے کٹ کر نہیں دیکھا............................ 203
حقیقت میں وہی قربِ خدا کا جام لیتا ہے...................... 204
کھلے گا ایک دن فتح و ظفر کا دروازہ............................. 205

حقیقت میں وہی رہرو خوشی منزل کی پاتا ہے...... 206
کوئی عاشق مزاج اپنی نظر کو جب بچاتا ہے...... 207
شہیدِ ملت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی شہادت...... 208
صدائے شہید (بزبانِ حال)...... 210
ہندو بنیئے سے خطاب...... 211
خدا کے دین کو دنیا میں جو زندہ نہیں کرتا...... 213
کالج و اسکول نے اہلِ وطن کو کیا دیا...... 214

اصلاحی نظمیں

آج کے نوجواں سن لے میری فغاں...... 217
توبہ کا دروازہ...... 223
تو عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے...... 225
پردیس میں ذکرِ وطن...... 227
تباہیٔ مسلم...... 230
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا...... 231
سات قسم کے لوگ عرش کے سائے میں...... 235
معیارِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم...... 239
انجامِ عشقِ مجازی...... 240
مراقبۂ موت وحشر...... 241

ضعیفوں سے التجا 244
رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے 248
الاّ اللہ الاّ اللہ الاّ اللہ الاّ اللہ 251

متفرقات

خواب تھا دامنِ امید میرا بھر جانا 254
مجھے یہ غم کہ مری آخرت کا کیا ہوگا 255
جن کو خدا نے حافظِ قرآن کر دیا 256

کلماتِ تبریک

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مرشدی ومولائی
حضرت مولانا
شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہ

نوجوان شاعر جناب ''شاہین اقبال اثرؔ'' صاحب سلمہ کا کلام ماشاءاللہ نہایت اثر آفریں ہے اور ابھی ان کے لئے یہ شعر خود بخود موزوں ہوگیا۔

اثرؔ کی آہ سحر میں یہ اثر دیکھا ہے
کہ ان کے شعر ہوئے کتنے پر اثر اخترؔ

وہ ماشاءاللہ فطری شاعر ہیں کیونکہ اس کم عمری میں بدون ملکہٗ خداداد ایسے عمدہ اشعار کوئی بہ تکلف نہیں کہہ سکتا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بزرگوں کے تعلق کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی

شاعری کو مجاز کی رطب ویابس، گل وبلبل کے فرسودہ قصوں، حسن وعشق کے بیہودہ حکایات سے بچالیا اور ان کا کلام الحمدللہ عشق حقیقی وتصوف وسلوک کی پاکیزہ لذتوں اور تعلیماتِ اکابر کا حامل ہے۔

اپنے بزرگوں کی تعلیمات کو انہوں نے اشعار کے سانچہ میں نہایت خوبصورتی سے ڈھالا ہے۔ ان کی شاعری خصوصاً نوجوانوں کے لئے نہایت مفید اور تازیانۂ عبرت ہے۔ یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ عنقریب ان کا مجموعہ کلام شائع ہو رہا ہے۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کو قیامت تک امتِ مسلمہ کے لئے مشعلِ ہدایت اور عشقِ الٰہی کا ذریعہ اور ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین

حکیم محمد اختر عفی اللہ عنہ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید نور اللہ مرقدہ

شیخ الحدیث

جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

اس میں شبہ نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلامِ منظوم میں ایک تاثیر رکھی ہے جو دلوں پر اثر کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کے متعلق احادیثِ مبارکہ کی کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب نبی اکرم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار مکہ مکرمہ میں داخل ہورہے تھے تو یہ مسلمانوں کیلئے ایک عجیب جذباتی منظر تھا کیونکہ مسلمان برسوں کے بعد اس مقامِ مقدس میں داخل ہورہے تھے جہاں برسوں ان کا داخلہ ممنوع تھا اور کفارِ قریش کی اجازت کا مرہونِ منت تھا۔ اس میں وہ صحابہؓ بھی شامل تھے کہ مکہ مکرمہ جن کا سابق وطن تھا تو عبداللہ ابن رواحہؓ جو نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی لگام کو تھامے ہوئے تھے یہ اشعار پڑھ رہے تھے

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ الخ

حضرت عمر فاروقؓ نے اشعار سنے تو فرمایا اے ابن رواحہؓ اللہ تعالیٰ کے حرم میں اور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں تم یہ اشعار پڑھ رہے ہو تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرؓ چھوڑ دو اور اشعار پڑھنے دو، خدا کی قسم یہ اشعار ان

(دشمنوں) پر تیروں کی بارش سے زیادہ سخت ہیں۔ حضرت حسان ابن ثابتؓ کے اشعار نبی اکرم ﷺ خود سماعت فرمایا کرتے تھے اور مسجد نبوی کے اس منبر مبارک پر ان کو اشعار پڑھنے کو موقع مرحمت فرمایا کرتے تھے جس پر خود نبی کریم ﷺ بنفس نفیس کھڑے ہو کر کتاب اللہ کی آیات اور احکام خداوندی بیان فرمایا کرتے تھے۔

حضرت کعب بن زہیرؓ کا مشہور قصیدہ جو قصیدہ بانت سعاد کے نام سے عربی اسلامی ادب میں مشہور ہے جو حقیقتاً قصیدہ بردہ تھا، واقعہ اجمالاً یوں ہے کہ کعب ابن زہیر کے ہجو اور ذم کے ان اشعار کی بنا پر جو وہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی مذمت اور ہجو میں کہا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے خون کو مباح قرار دیا تھا کہ جس شخص کو وہ جہاں بھی ملیں انہیں قتل کر دیا جائے۔ ان کے بھائی جو مسلمان تھے انہوں نے قاصد بھیج کر ان کو اس کی اطلاع دی اور تنبیہ کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی دعوت بھی دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قسمت میں ہدایت لکھی تھی، مسلمان ہونے کے ارادے سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور قصیدہ بنا کر ساتھ لائے اور ایک خاص حیلے سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور یہ قصیدہ سنایا۔ جب اس شعر پر پہنچے

ان رسول اللّٰہ لنور ان الرسول لسیف
یستضاء به مهند من سیوف اللہ مسلول

تو نبی اکرم ﷺ کے بدن مبارک پر جو چادر تھی آپ

نے اپنے دست مبارک سے وہ چادر اٹھا کر کعب ابن زہیر کو انعام میں عنایت فرمائی۔ انسانیت اور شعر و شاعری کی تاریخ میں شاید ہی کسی شاعر کو اس سے زیادہ قیمتی انعام ملا ہو۔ وہ چادر تبرک کے طور پر حضرت کعبؓ کے پاس محفوظ تھی جو بعد میں ان کی اولاد سے حضرت معاویہؓ نے چالیس ہزار دینار میں خریدی اور خلفائے بنو امیہ عید و جمعات میں برکت کے لئے اس چادر کو خطبہ دیتے وقت اپنے بدن پر ڈالا کرتے تھے۔

اس طویل تمہید کا خلاصہ فقط یہ ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اور دینِ فطرت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس دین نے انسانوں کی فطری صلاحیتوں سے ان کو محروم نہیں کیا اور ان کو صلاحیتوں کے ختم کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ان فطری خواہشوں اور صلاحیتوں کو شر سے خیر کی طرف موڑ دیا۔ زمانہ اسلام سے پہلے شعر و شاعری کی صلاحیت کفر و شرک، فسق و فجور، زنا و شراب کی تعریف کے لئے استعمال ہو رہی تھی۔ اسلام نے اس فطری صلاحیت کو دین کی خدمت کے لئے استعمال کرنے کی ترغیب دی اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ان من الشعر حکمة

یعنی بعض اشعار حکمت سے پُر ہوتے ہیں زمانہ جاہلیت کے شاعر امیہ بن الصلت کے شعر کو زبانِ نبوت نے شرف بخشا اور آپ کبھی کبھار پڑھا کرتے تھے۔ **الا کل شی ما خلا اللہ باطل** اور جب کوئی اس کا دوسرا مصرعہ پڑھتا کہ **و کل نعیمة لا محالة زائل** تو آپ فرماتے تھے کہ **لا نعیم**

الجنۃ یہ ایک تفصیلی موضوع ہے جس کی تفصیل ایک طویل مقالہ کا تقاضہ کرتی ہے۔

اس وقت میرے سامنے جناب شاہین اقبال آثر جونپوری صاحب جو ولی کامل حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی کے خادم خاص ہیں کا مجموعہ کلام ''روح سلوک'' ہے۔ اگرچہ میں ان کے پورے کلام سے استفادہ تو نہیں کرسکا البتہ بعض اشعار پڑھے جو ماشاء اللہ بہت پر اثر ہیں۔ شعراء کے ایک طبقے میں یہ خیال راسخ ہے کہ پراثر اشعار کے لئے اور جگر کے سوز واثر اور گرمی کے لئے شراب وشباب اور حسن وادا کی ضرورت ہے اور بغیر ان چیزوں کے اشعار میں سوز و گداز اور گرمی تاثیر پیدا ہو ہی نہیں سکتی لیکن شعراء اسلام کی تاریخ اور ان کا کلام اس پر گواہ ہے کہ اللہ و رسول اور دین کی محبت کی سوز و گداز اور گرمی و تاثیر ان چیزوں کی تاثیر سے بہت زیادہ اور حقیقی ہے۔

محترم جناب شاہین اقبال آثر کا کلام اس دعوے کا زندہ ثبوت ہے، بندہ کو سرسری نظر میں ان کے جن اشعار نے متاثر کیا انہیں مشتے از نمونہ خروارے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

ہم ان سے مل کے اک ایسی خوشی محسوس کرتے ہیں
کہ اس دنیا میں خود کو جنتی محسوس کرتے ہیں

یقیناً ان کا دل بھی کچھ نہ کچھ اللہ والا ہے
جو اہل اللہ سے مل کر خوشی محسوس کرتے ہیں

نبی ﷺ سے عشق کا دعویٰ سر آنکھوں پر مگر اے دوست
محبت کیا عمل کی قید سے آزاد ہوتی ہے

ہم ایسے خودغرض عشاق ہیں جو اپنے آقا ﷺ کی
اطاعت بھول جاتے ہیں شفاعت یاد ہوتی ہے

اب ایک ہی منزل ہے مری منزلِ طیبہ
یا دوسری صورت میں رہِ ملکِ عدم ہے

کس رخ سے کروں مصحفِ انوار کی توصیف
مدحِ شہِ ابرار ﷺ کا ہر باب اہم ہے

اے منزلِ جنت کا پتہ پوچھنے والے
او جھل مرے سرکار ﷺ کا کیوں نقشِ قدم ہے

نہیں ہے دوسرا نقشہ سوائے گنبد خضریٰ
درونِ خانۂ دل ایک ہی تصویر ملتی ہے

خواہشِ نفس ہے وہ شے جس کا
خون کرنا حلال ہوتا ہے

منڈلا رہے ہیں گردِ حرم کفر کے اسیر
نیت بری لئے ہوئے خنزیر کی طرح

موجودہ وقت میں خلیج میں امریکی اور یہودی افواج کی موجودگی کے پس منظر میں یہ مذکورہ بالا شعر بہت پر تاثیر اور حقیقت پسندانہ ہے۔ اس قسم کے مزید جواہر پاروں سے کتاب مزین ہے۔ مطالعہ کرنے سے میرے اس تاثر کی صداقت معلوم ہوگی۔ بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم جناب شاہین اقبال اثر صاحب کے کلام میں مزید اثر پیدا فرمادے اور اس دینی خدمت اور جہاد کو ان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنا کر مقبولیت عامہ تامہ عطا فرمائے (آمین)

مفتی نظام الدین شامزئی

۱۴۲۱/۲/۲۸ھ

تقریظ

جناب نثار احمد خان فتحی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
خلیفہ مجاز مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمت اللہ علیہ

شاہین اقبال اثرؔ جونپوری ایک صالح اور متدین نوجوان ہیں اور حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم سے شرفِ ارادت رکھتے ہیں۔ یہ کتاب بنام ''روحِ سلوک'' ان ہی کی لکھی ہوئی حمد، نعتوں اور پند و موعظت کا مجموعہ ہے۔ مسودہ دیکھنے سے محسوس ہوا کہ جس طرح حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی تعلیمات پر مبنی ملفوظات کو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ نے اشعار کے سانچے میں ڈھالا ہے اسی طرح شاہین اقبال اثرؔ نے بھی اپنے شیخ کی منظوم ترجمانی کی ہے۔

طریقت کی اصطلاح میں سلوک الی اللہ، اللہ تعالیٰ تک رسائی یعنی قرب اور رضا حاصل کرنے کے راستے کو کہتے ہیں۔ یہ نعمت دو طرح سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک تو شریعت مقدسہ کے ظاہری اعمال مثلاً نماز، روزہ، تلاوت قرآن اور جملہ احکام قرآن پر عمل کرنے سے اور دوسرے تقویٰ یعنی شریعت کے باطنی اعمال مثلاً منکرات سے کلّی اجتناب، خلوص نیت، اللہ سے محبت، دین کی غیرت، صدق مقال، کسب حلال اور نفس کے تمام رذائل مثلاً تکبر، حسد، بخل، ریا وغیرہ کو اخلاق حسنہ سے بدلنے

سے ہے۔ اس دوسرے طریقے کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب بھی کہتے ہیں۔ اسی کام کے لئے صوفیاء حضرات اور مشائخ عظام نے خانقاہیں بنوائیں اور بیعت کا سلسلہ جاری کیا تا کہ انسان شریعت کے ظاہری اور باطنی دونوں احکام پر عمل پیرا ہو کر نسبتِ احسان حاصل کرے جسکا ذکر حدیث جبرئیل میں مذکور ہے۔

سلوک کا راستہ بڑا کٹھن راستہ ہے۔ ہر ایسی نفس کی خواہش پر جو اللہ اور اس کے رسول کی مرضی اور تعلیم کے خلاف ہو چھری چلانی پڑتی ہے۔ مگر جس کی طلب سچی ہو اس کی غیب سے مدد ہوتی ہے، اور اللہ اپنے اولیاء کے ذریعے طالب صادق کو منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ اس راستے میں انسان کا اپنا نفس، اس کا اپنا ماحول اور شیطان لعین یہ تین زبردست رکاوٹیں پیش آتی ہیں جو طالب کو اللہ کی طرف جانے سے روکتی ہیں۔ انہی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے کسی ایسے شیخ سے بیعت کی جاتی ہے جو اس راستے کے گرم اور سرد کو چکھ چکا ہو اور ان رکاوٹوں کو دور کر کے قربِ خدا کے سائے میں پہنچ کر نسبتِ احسان سے مشرف ہو چکا ہو۔

شاہین اثر صاحب نے اپنے اشعار میں بڑی خوبی کے ساتھ راہِ سلوک کے ایسے ہی نشیب و فراز سے آگاہ کیا ہے، کچھ اشعار دیکھئے

باغِ رہِ سلوک میں ممکن نہیں اثر
حاصل فنا کا پھول ہو خارِ انا کے ساتھ

بگڑے نہ آخرت کی کوئی بات بھی کہیں
دنیائے بے ثبات سے ایسے گزر چلو

وہیں ابلیس رکھ دیتا ہے بم لطفِ معاصی کا
جہاں تعمیر تقویٰ کی عمارت ہونے لگتی ہے

خالقِ قلب بھلا قلب میں آئے کیسے
ہم نے جب قلب میں غیروں کو بسا رکھا ہے

راہِ سلوک میں اپنے شیخ سے قلبی مناسبت اور طبعی محبت و عقیدت ایک لازمی امر ہے جس کی انتہا کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔ اسی فنا سے پھر فنافی الرسول اور پھر فنافی اللہ کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اپنے شیخ کو تمام ہم عصر مشائخ سے اپنے حق میں بہتر خیال کرنا بھی وصول کی ایک شرط ہے جس کو صوفیاء کی اصطلاح میں توحید مطلب کہا جاتا ہے۔ اثر صاحب اس منزل کی طرف بھی رواں دواں ہیں، کہتے ہیں۔

صحبت میں فہم دین میں تقویٰ میں علم میں
لائے تو کوئی پیر مرے پیر کی طرح

بہت سے پھول ہیں لیکن کنول نہیں کوئی
کہ میرے شیخ کا نعم البدل نہیں کوئی

نعت گوئی کوئی آسان کام نہیں، تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی شان میں افراط و تفریط دونوں خطرناک ہیں اور یوں بھی حضور ﷺ کے فضائل اور محاسن و

کمالات کو کما حقہ بیان کرنا تو فرشتوں کے بس کی بات بھی نہیں۔
مولانا شبلی نعمانیؒ نے اپنی کتاب سیرۃ النبی میں اس حقیقت کا اظہار کتنے اچھے الفاظ میں کیا ہے،

فرشتوں میں یہ چرچا تھا کہ حالِ سرور عالم ﷺ
دبیر چرخ لکھتا یا تو خود روح الامیں لکھتے

ندا یہ بارگاہِ عالمِ قدوس سے آئی
کہ یہ کچھ اور ہی شے ہے اگر لکھتے ہمیں لکھتے

اس کتاب میں شاہین اثر صاحب نے اپنی نعتوں میں اس حقیقت کو زیادہ آشکارا کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عشق کا مطلب ان کی اتباع اور پیروی ہے۔ دعویٰ بلا دلیل دنیا اور آخرت کہیں بھی مقبول نہیں دعویٰ عشقِ رسول ﷺ کی دلیل صرف اور صرف اتباع اور ان کی سچی غلامی ہے، کچھ شعر دیکھئے۔

نبی سے عشق کا دعویٰ سر آنکھوں پر مگر اے دوست
محبت کیا عمل کی قید سے آزاد ہوتی ہے
ہم ایسے خود غرض عشاق ہیں جو اپنے آقا ﷺ کی
اطاعت بھول جاتے ہیں شفاعت یاد ہوتی ہے
سرکار ﷺ کی مدحت تو کیا کرتے ہو لیکن
سرکار ﷺ کی سنت پہ چلا کیوں نہیں کرتے
جب آسمان مدحِ سرائے رسول ﷺ ہے
پھر کہکشاں تو آپ کے پیروں کی دھول ہے

مقدمہ

جناب خالد اقبال تائبؔ صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز بیعت

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

آثر کا مجموعہ کلام ''روحِ سلوک'' دل کی آواز ہے جو ایک صاحبِ دل کی صحبت کے اثر سے دل پذیر بھی ہے اور دلنواز بھی۔ یہ حقیقت ہے کہ اچھی شاعری سہ جہتی مکالمہ ہوتی ہے۔ مکالمہ، اپنے خالق سے، اپنی ذات سے اور اس کائنات سے۔ مگر یہاں ایک جہت اضافی ہے اور وہ ہے اپنے مصلح و مرشد کے احسانات وعنایات کا ذکر اور احباب و متعلقین کو ان سے مستفید ہونے کی ترغیب۔ یوں آثر کی شاعری مذکورہ مثلث کی بجائے ایک مربع کے گرد گھومتی نظر آتی ہے، کبھی وہ خالق کائنات کی صناعی کا ذکر کرتے ہوئے یوں محوِثنا ہے۔

گلشنِ دہر کی صنعت کا کوئی پہلو ہو
تیری تعریف کا پہلو نظر آتا ہے مجھے

تو کہیں دوریِ حق کے سلسلے میں خود سے اس طرح شاکی ہے:

ہم اس سے دور ہوگئے کتنا عجیب ہے
شہ رگ سے بھی جو ذات زیادہ قریب ہے

اور کسی مقام پر وہ اپنے ربّ کے حضور دعا گو ہے:

الٰہی چلچلاتی دھوپ ہے غفلت کی اور ہم ہیں
تو اپنی یاد کا سر پر ہمارے سائباں کردے

الغرض وہ جہاں جو کہتا ہے موقع و مناسبت کے اعتبار سے خوب کہتا ہے۔

حمد کے بعد آثرؔ نے بجا طور پر صنفِ نعت کو بھی امت کی عملی زندگی میں انقلاب لانے کے لئے ایک موثر ذریعہ کے طور پر استعمال کیا ہے جو وقت کی اہم ضرورت ہے مثلاً

بہت سننے کو سیرت پر ہمیں تقریر ملتی ہے
اطاعت کی مگر پیروں میں کم زنجیر ملتی ہے

پہلے عمل میں ان کی آثرؔ پیروی کرو
پھر اس کے بعد دعویٰ عشق نبی کرو

نبی سے عشق کا دعویٰ سر آنکھوں پر مگر اے دوست
محبت کیا عمل کی قید سے آزاد ہوتی ہے

ہم ایسے خود غرض عشاق ہیں جو اپنے آقا کی
اطاعت بھول جاتے ہیں شفاعت یاد ہوتی ہے

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ آثرؔ کی شاعری میں ایک جہت اضافی ہے اور وہ ہے اپنے شیخ و مصلح سے والہانہ تعلق اور ان کے احسانات کا ذکر نیز مخلوقِ خدا کو ان سے اکتسابِ فیض کی دعوت کا جذبہ تو یہاں بھی اس کی شعر گوئی کا سلیقہ اظہار سے ابلاغ تک اپنے اندر ایک شانِ دلربائی لئے ہوئے ہے۔

اس حوالے سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کسی کی سمت نہ دیکھا ترے حصول کے بعد
یہی دلیل مرے حسنِ انتخاب کی ہے

ضعیفِ میکدہ سے وہ ملے پیرِ مغاں بن کر
مقابل ہو اگر نو عمر تو نوخیز ہے ساقی

اُس ایک پھول کی خوشبو بسی جہان میں ہے
جو پھولپور سے گلشن میں گلستان میں ہے

آثر کو گلستانِ دہر میں پھر پوچھتا بھی کون
اگر اس خار کو گلشن سے کچھ نسبت نہیں ہوتی

افراد و معاشرہ کی اصلاح جو آثر کی شاعری کا اصل موضوع ہے اس میں وہ اس حد تک کامیاب ہے کہ رشک کیا جائے۔

؎ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

زندگی کا لطف سچ پوچھو تو بس سنت میں ہے
ایسا لگتا ہے کہ جیسے آدمی جنت میں ہے

آثر جب مہرباں انسان پہ قسمت ہونے لگتی ہے
کسی اللہ والے سے محبت ہونے لگتی ہے

غضِ بصر پہ نفس نے جب آہ آہ کی
فوراً صدائے روح اٹھی واہ واہ کی

اصل آنکھیں تو کھلیں گی قبر میں جانے کے بعد
کون اصلی دیدہ ور ہے یہ ابھی مت پوچھئے

رابطہ کم ہوگا جتنا عالمِ فانی کے ساتھ
روح نکلے گی آخر اتنی ہی آسانی کے ساتھ

اس مجموعہ کلام میں اس طرح کے بیسیوں اشعار، دورانِ مطالعہ ہمارے دامنِ دل کو اپنی جانب کھینچتے ہوئے محسوس ہوں گے۔

تو آیئے ...... ''روحِ سلوک'' سے اپنے جسم خاکی و عارضی کو منزلِ حق سے ہمکنار کرنے کا سلیقہ سیکھنے کی نیت سے ورق الٹتے ہیں اس دعا کے ساتھ کہ حق تعالیٰ اس مجموعہ کلام کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں اور اسے شاعر، اس کے شیخ و مربی، والدین، دوست احباب، جملہ معاونین، عام مومنین و مومنات اور اس سیہ کار ''خالد اقبال تائب'' کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

آمین

پیشِ لفظ

زیرِ نظر کتاب کو ناچیز کا پہلا مجموعہ کلام بھی کہہ سکتے ہیں اور دوسرا ابھی کیونکہ پہلے مجموعہ کی طباعت واشاعت میں بوجہ عجلت وہ معیار قائم نہیں رکھا جا سکا تھا جس سے کہ وہ اہلِ ذوق کی توجہ حاصل کر سکتا۔ لہٰذا اب تقریباً پانچ سال کے عرصے کے بعد اکثر نئے اور بعض شائع شدہ منتخبات حضرت اقدس دامت فیوضہم کے ارشادات، احباب کی فرمائش اور اپنے قلبی داعیہ سے متاثر ہو کر نذرِ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مجموعہ کلام کا نام میرے شیخ و مربی حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی کی تجویز وارشاد پر ''روحِ سلوک'' رکھا گیا ہے۔

ناچیز کی کاوشِ سخن اللہ تعالیٰ شانہٗ کے کرم اور عارف باللہ حضرتِ اقدس حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت فیوضہم کے فیض کے سوا کچھ نہیں۔ ادھر حضرتِ اقدس کے ملفوظات کانوں میں رس گھولتے ہیں ادھر حضرتِ والا کی صحبت، معیت اور کیفیت کی برکت سے طبیعت خود بخود اشعار کے لئے موزوں ہو جاتی ہے۔ یوں ''نقلِ ارشاداتِ مرشدمی کنم'' کے مصداق ناچیز حضرتِ اقدس کے ملفوظات کو با آسانی نظم کا جامہ پہنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سلسلے میں میرے جملہ معاونین کو دنیا اور آخرت میں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔
اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کلام کی ٹوٹی پھوٹی کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور امت کے لئے نافع اور ناچیز کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

آمین

بندہ شاہین اقبال اثرؔ

پیشِ لفظ (جدید)

''روحِ سلوک'' کی اشاعتِ اول کے وقت حضرت والا عارف باللہ شیخ العرب والعجم مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ بصحت و عافیت جلوہ افروز تھے حضرت والا نے بندے کا کلام دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ وہ بھی کیا دن تھے کہ

چہار سو بہار تھی خزاں کا نام تک نہ تھا

اشاعتِ ثانی کے وقت حضرتِ اقدس علیل تھے شام تو ہو چلی تھی مگر اس قدر گھپ اندھیرا نہ تھا اب تو وہ عالم ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ تک بجھائی نہ دے بقول کسے ع ''سانپ بن کے ڈستا ہے راستہ اندھیرے میں'' بندہ عرض کرتا ہے،

لہو فرقت کا پینا پڑ رہا ہے
بغیرِ شیخ جینا پڑ رہا ہے

مگر ع جز رضائے چارہ گر کو چارہٗ

اب صرف حضرتِ اقدسؒ کے پیغام کی اشاعت کی نیت سے تیسری مرتبہ ''روحِ سلوک'' کو مختصر تغیر و تبدل کے ساتھ شائع کرنے کا فیصلہ کیا اللہ تعالیٰ ہمارے دونوں مشائخ کے درجات بلند فرمائے اور اس کلام کو ان ارواحِ قدسیہ کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے آمین

کہنے کو تو بندہ کے ۶ مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں مگر فی الحال صرف ایک مجموعہ وہ بھی بچوں والا ٹمٹمار ہا ہے

پہلے مجموعۂ کلام ''روحِ سلوک'' کئی برسوں سے نایاب ہے طرہ یہ کہ خود بندے کے پاس بھی کوئی نسخہ نہیں ۔ ان حالات کا تقاضا تھا کہ روحِ سلوک کی تیسری اشاعت میں مزید تاخیر نہ کی جائے اس لئے برائے مطالعہ اہلِ محبت روحِ سلوک کا تیسرا ایڈیشن حاضرِ خدمت ہے۔
اللہ تعالیٰ کتابِ ھٰذا کی اشاعت کے تمام مراحل کے جملہ معاونین کو جزائے عظیم عطا فرمائے، بندے کے لئے صدقہ جاریہ بنائے ۔آمین

بندہ شاہین اقبال اثرؔ

تحدیث بالنعمة

فلک سے نت نئے مضموں عطا فرمائے جاتے ہیں
میں خود لکھتا نہیں اشعار تو لکھوائے جاتے ہیں

گلستانِ سخن سرسبز اور شاداب ہوتا ہے
مضامیں غیب سے کچھ اس طرح برسائے جاتے ہیں

ملا کرتا ہے دستِ غیب سے افکار کا توشہ
فقط الفاظ کا جامہ اثر پہنائے جاتے ہیں

کسی کا عشقِ پنہانی ہمیں مجبور کرتا ہے
اثر یونہی نہیں زلفِ سخن بکھرائے جاتے ہیں

سمجھنے سے ہے جس کے فہم عاجز عقل بھی حیراں
وہ اسرارِ محبت قلب کو سمجھائے جاتے ہیں

جہانِ غیب سے سجتا ہے جب اشعار کا گلشن
قوافی خود بخود صحنِ سخن میں آئے جاتے ہیں

وہاں سے ملتی ہے تخئیلِ نو کی آسمانی بھیک
یہاں جب دامنِ شعر و سخن پھیلائے جاتے ہیں

ہماری شاعری کی لاج رکھتا ہے ہمارا رب
کہ ہم شاہِ سخن کے مقتدی کہلائے جاتے ہیں

کسی کے سوزِ پنہاں نے لگائی دل میں آگ ایسی
کہ جس سے بزمِ عالم کو اثر گرمائے جاتے ہیں

CamScanner

گلستانِ حمد و مناجات
دربارگاہِ قاضیِ حاجات

حمد خدائے پاک کوئی سہل تو نہیں
اتنے عظیم کام کا میں اہل تو نہیں

جو جسم و جاں کے ساتھ ہے شہ رگ کے پاس ہے
سوچو تو اس کی ذات بعید از قیاس ہے

دل کی نظر سے خالقِ دل پر نظر کریں
اہلِ نظر سے میری یہی التماس ہے

ہر چیز سے عیاں ہے وہ ہر چیز میں نہاں
پتوں میں اس کا رنگ ہے پھولوں میں باس ہے

دیتی ہے عقل ہفت حجابات کی خبر
اور عشق کا ہے دعویٰ کہ تو بے لباس ہے

اِس عالمِ سراب میں سیراب ہے وہی
جو تجھ کو ڈھونڈتا ہے جسے تیری پیاس ہے

فقدان ہے خدا کی خشیّت کا اصل میں
ماحول میں جو آج یہ خوف و ہراس ہے

تُو ہی تو میرا اول و آخر ہے کارساز
تُو آخری امید تُو ہی پہلی آس ہے

جلوہ تیرا ہی بہر سُو نظر آتا ہے مجھے
دیکھوں جس سمت تُو ہی تُو نظر آتا ہے مجھے

پھول پتوں میں تری ذات مقدس ہے نہاں
عطر میں خالقِ خوشبو نظر آتا ہے مجھے

گلشنِ دہر کی صنعت کا کوئی پہلو ہو
تیری تعریف کا پہلو نظر آتا ہے مجھے

ڈھونڈتا ہوں تجھے کجلائی ہوئی آنکھوں میں
دشت میں جب کوئی آہو نظر آتا ہے مجھے

اک ترے رحم کا مجھ کو ہے سہارا یا رب
ورنہ یہ نفس تو بالسو نظر آتا ہے مجھے

سحر انگیز ہیں الفاظ ثنا کے ایسے
ایک اک شعر میں جادو نظر آتا ہے مجھے

CamScanner

ترا کیا ہے تو ہم ذروں کو پھر سے کہکشاں کر دے
تُو چاہے تو ابھی پل میں زمیں کو آسماں کر دے

الٰہی چلچلاتی دھوپ ہے غفلت کی اور ہم ہیں
تو اپنی یاد کا سر پر ہمارے سائباں کر دے

تری ہی ذات میری زیست کا مقصود بن جائے
خیالِ غیر کو احساس پر کوہِ گراں کر دے

مرے ظاہر کو جیسے حسنِ سنت سے نوازا ہے
مرے باطن میں بھی پیدا وہ ساری خوبیاں کر دے

شقاوت سے مرا دل ہو گیا مانندِ پتھر اب
تو اس پتھر سے یارب اشک کا دریا رواں کر دے

فقط اِک ذات باقی کو نگاہوں کا بنا مرکز
آثرؔ اس کے علاوہ بند ساری کھڑکیاں کر دے

چھا گیا رنگِ سخن پر جب تری مدحت کا پھول
بس اسی دن سے مہک اٹھا مری قسمت کا پھول

خارِ ذلت سے جو گزرے رب العزت کے لئے
رب العزت کیوں نہ بخشے پھر اسے عزت کا پھول

گر گیا ہے اب نگاہوں سے مری ہر ماسوا
باغِ دل میں مسکراتا ہے تری عظمت کا پھول

خارِ عصیاں سے ہوا ہے دامنِ دل تار تار
چارہ گر اس زخم کا مرہم تری نسبت کا پھول

اے مسلماں خالق گلشن کے در پر سر جھکا
شاخِ نخل دہر پر کھل جائے گا رفعت کا پھول

عقل حیراں رہ گئی ہے دیکھ کر ان کا کرم
اک طرف عصیاں کے کانٹے اک طرف رحمت کا پھول

خالقِ گلشن کی خوشبو بس گئی ایسی آثر
اب کسی صورت نہیں بھاتا کسی صورت کا پھول

کھلا سائنس پر بھی آخرش یہ انتظام اُس کا
کہ ہر انسان کے دل پر لکھا ہوتا ہے نام اُس کا

نہ اُس کی ابتدا کوئی نہ اس کی انتہا کوئی
ازل اُس کا ابد اُس کا بقا اُس کی دوام اس کا

وہ سلطاں ہے مگر محلوں کو مسکن کب بناتا ہے
کہ ہوتا ہے دیارِ قلبِ مومن میں قیام اس کا

مری نالائقی بے حد کریمی اس کی بے پایاں
خطا کرنا مری عادت عطا کرنا ہے کام اس کا

نہیں بھاتا کلامِ دیگراں اک آنکھ بھی اُس کو
جو پڑھتا ہے کلام اس کا جو سنتا ہے کلام اس کا

زہے قسمت کہ حاصل ہو خدا کی معرفت جس کو
تو حج اس کا نماز اُس کی سجود اس کے قیام اس کا

بہ ایں امید اترے رحمتِ رحمٰن اب پیہم
مسلسل نشر کرتا ہے آثر جگ میں پیام اس کا

بزمِ ہستی مری کیا ہے مجھے معلوم نہ تھا
میرے اندر تُو چھپا ہے مجھے معلوم نہ تھا

اپنے مشتاقِ زیارت سے حجاب آخر کیوں
یہ محبت کی ادا ہے مجھے معلوم نہ تھا

میں اسے ڈھونڈتا پھرتا تھا تمام عالم میں
خانۂ دل میں خدا ہے مجھے معلوم نہ تھا

عارضی حسن کے آغاز نے دل موہ لیا
اس کا انجام فنا ہے مجھے معلوم نہ تھا

کھوکھلا کر دیا جس نے کہ مجھے اندر سے
میری قاتل تو انا ہے مجھے معلوم نہ تھا

خانۂ دل میں ہوئی خوشبوئے جاناں محسوس
پھول صحرا میں کھلا ہے مجھے معلوم نہ تھا

جس بتِ کافرِ مطلق کو میں سمجھا سورج
وہ اثر بجھتا دیا ہے مجھے معلوم نہ تھا

نشۂ عشق کو زائل نہیں ہونے دیتا
حسن اغیار پہ مائل نہیں ہونے دیتا

پردۂ عقل کو حائل نہیں ہونے دیتا
عشق محتاجِ دلائل نہیں ہونے دیتا

دعویٰ کرتا ہے وہ کیا عشق میں جانبازی کا
دل کو زخموں سے جو گھائل نہیں ہونے دیتا

آنکھ کہتی ہے نظر کیوں نہیں آتا محبوب
دل مگر عقل کا قائل نہیں ہونے دیتا

اہلِ ایقان کو مشغولیِ قرآن و حدیث
محوِ اخبار و رسائل نہیں ہونے دیتا

غیرتِ بندگیِ حق کا کرشمہ ہے آثرؔ
جو کسی غیر کا سائل نہیں ہونے دیتا

ہم اُس سے دور ہو گئے کتنا عجیب ہے
شہ رگ سے بھی جو ذات زیادہ قریب ہے

ناراض ہو وہ جس سے وہ سب سے بڑا شقی
جو اس کو خوش کرے وہ ہوا خوش نصیب ہے

جو اس کو یاد رکھے وہی دوست ہے مرا
جو اس کو بھول جائے وہ میرا رقیب ہے

تو دل میں ہو تو خارِ بیاباں بھی پھول پھول
تیرے بغیر گلشنِ عالم مہیب ہے

تیری رضا بغیر زباں تک نہ ہل سکے
ثابت ہوا کہ تیرا کرم ہی خطیب ہے

کیونکر نہ مستجاب دعائے آثر ہو پھر
پیشِ نظر جو آپ کا اسمِ مجیب ہے

وجدان کی لے پر ترا پیغام سنا ہے
دیکھا تو نہیں تجھ کو ترا نام سنا ہے

ہے صدق نجات اور اثر کذب ہلاکت
اک مخبرِ صادق ﷺ سے یہ پیغام سنا ہے

سو قتل کے مجرم کو بھی دیتا ہے معافی
رحمت ہے ہر اک شے پہ تری عام سنا ہے

تُو جس کا ہوا اس کا دوعالم میں بنا کام
چرچہ یہ دوعالم میں ترا عام سنا ہے

کیا ہوگا ترے لذتِ دیدار کا عالم
دیوانوں نے اب تک تو ترا نام سنا ہے

پائی ہے بلندی جو مرے دل نے یقیں کی
سجدے میں گرا ہے بتِ اوہام سنا ہے

جب جوش میں آتی ہے تری شانِ کریمی
دیتا ہے خطاؤں پہ بھی انعام سنا ہے
انسان ہی غافل ہے ترے ذکر سے یارب
لیتی ہے ہر ایک چیز ترا نام سنا ہے

اک آس پہ زندہ ہے مرا قلبِ شکستہ
مسکن ہے ترا ہر دلِ ناکام سنا ہے

عشاقِ زیارت کو آخر جلوہ دکھانے
ہر شب کو وہ آتے ہیں سرِ بام سنا ہے

نذرانۂ عقیدت
دربارگاہِ نبوت ﷺ

نبی ﷺ سے عشق کا دعویٰ سر آنکھوں پر مگر اے دوست
محبت کیا عمل کی قید سے آزاد ہوتی ہے

میں جب اشعار کہنے بیٹھتا ہوں مدحِ آقا ﷺ کے
تو میری شاعری کی غیب سے امداد ہوتی ہے

نبی ﷺ کی یاد ہی سے روحِ مومن شاد ہوتی ہے
نبی ﷺ کے ذکر ہی سے بزمِ دل آباد ہوتی ہے

نبی ﷺ سے عشق کا دعویٰ سر آنکھوں پر مگر اے دوست
محبت کیا عمل کی قید سے آزاد ہوتی ہے

ہم ایسے خود غرض عشاق ہیں جو اپنے آقا ﷺ کی
اطاعت بھول جاتے ہیں شفاعت یاد ہوتی ہے

عموماً مسخ ہو جاتی ہے عقل و فہمِ انسانی
جب اندھی پیرویِ آباء و اجداد ہوتی ہے

وہیں تعمیر ہوتی ہیں عماراتِ عمل ہمدم
جہاں عشقِ نبی ﷺ ایمان کی بنیاد ہوتی ہے

جسے ہم اصطلاحِ شاعری میں نعت کہتے ہیں
حقیقت میں دلِ بیتاب کی رُوداد ہوتی ہے

میں جب اشعار کہنے بیٹھتا ہوں مدحِ آقا کے
تو میری شاعری کی غیب سے امداد ہوتی ہے

CamScanner

اُس پہ نظارہ ہے لازم روضۂ سرکار ﷺ کا
شوق ہے دنیا میں جس کو خلد کے دیدار کا

راستہ کوئی تو ہو وصلِ شہِ ابرار ﷺ کا
دیر کا ہو دور کا ہو دَیر کا یا دار کا

باعثِ صد فخر ہے آقا ﷺ گدائی آپ کی
غیرتِ سلطاں ہے سائل آپ کے دربار کا

چارہ گر کو آخرش تسلیم کرتے ہی بنی
ہے علاج اِذنِ حضوری ہجر کے بیمار کا

قابلِ صد رشک ہے صدیق اکبرؓ کی پسند
دیکھ لینا اک نظر چہرہ مرے سرکار ﷺ کا

آؤ کچھ طائف کی گلیوں میں بھی دے لیں حاضری
ذکر جب چھڑ ہی گیا ہے مصر کے بازار کا

مجھ میں کب ہے جراتِ دعوائے الفت اے اثرؔ
میں تو عاشق ہوں غلامانِ شہِ ابرار ﷺ کا

مرا دیکھا تو ہم اُن کا فرمایا یقینی ہے
مسلّم جگ پہ اک اُمّی لقب کی دور بینی ہے

تھے عہدِ تیرگی کے دشمنانِ دین بھی قائل
مثالِ روزِ روشن میرے آقا ﷺ کی امینی ہے

فقط ایمان والوں تک نہیں محدود ہے رحمت
تمام عالم کے حق میں رحمت اللعالمینی ہے

بھٹک سکتے نہیں ہیں پیروکارِ ہادئ عالم ﷺ
بفیضِ راہِ سنت منزلِ جنت یقینی ہے

ملی غارِ حرا سے روشنی سارے زمانے کو
ہزاروں جلوتوں سے بڑھ کے اک خلوت نشینی ہے

دوائے دردِ دل بھی اب کوئی ایجاد ہو جائے
بجا ارشاد فرمایا کہ یہ عہدِ مشینی ہے

ہمارے دین کی بنیاد آمنّا و صدقنّا
وہ کیا جانیں کہ جن کا مشغلہ ہی نکتہ چینی ہے

اثر جذبات میں بہنا ہے گویا شوق کی تکمیل
جو شے مطلوب ہے وہ درحقیقت فہمِ دینی ہے

جو فخرِ زمیں نازِ فلک رشکِ ارم ہے
وہ خطۂ آرام گہہِ شاہِ امم ﷺ ہے

اب نعت ہے یا ہجر کی رودادِ الم ہے
جو حالِ دلِ فرقتِ آقا ﷺ ہے رقم ہے

پھر دشتِ تصور میں کھلا بابِ حرم ہے
پھر مدحتِ سرکار ﷺ کا سامان بہم ہے

اب ایک ہی منزل ہے مری منزلِ طیبہ
یا دوسری صورت میں رہِ ملکِ عدم ہے

کس رخ سے کروں مصحفِ انوار کی توصیف
مدحِ شہِ ابرار ﷺ کا ہر باب اہم ہے

اے منزلِ جنت کا پتہ پوچھنے والے
او جھل مرے سرکار ﷺ کا کیوں نقشِ قدم ہے

ذرا بھی شک جسے ختم الرُسُل کی بات میں ہے
شقی وہ سب سے بڑا ساری کائنات میں ہے

اسی لئے تو مجھے شک نہیں نجات میں ہے
حضور ﷺ آپ کا دامن جو میرے ہاتھ میں ہے

براجمان ہوں مدحِ نبی ﷺ کی مسند پر
جبھی تو اتنی بلندی تخیلات میں ہے

ہے یوں تو سب کی زمانے میں اپنی اپنی بات
مگر وہ بات جو ختم الرُسُل کی بات میں ہے

سوال یہ ہے کہ ہم کیوں نہیں ہیں محور پر
یہ کیا جواب زمانہ تغیرات میں ہے

نقوشِ عالمِ رنگیں آثر کو کیا بھاتے
نگارِ گنبدِ خضریٰ تصورات میں ہے

گر نہ ہوتے آپ ﷺ تو ہوتے کہاں شمس و قمر
آپ ﷺ کے ممنون ہیں شاہِ زماں شمس و قمر

ماہِ طیبہ تو فروزاں ہی رہے گا تا ابد
اور ہو جائیں گے بے نام و نشاں شمس و قمر

کوئی نسبت ہی نہیں رکھتے حقیقت اور مجاز
ہے کہاں نورِ رخِ آقا ﷺ کہاں شمس و قمر

آسمانِ دل پہ روشن جب سے ہے ماہِ عرب
ہیں مرے احساس پر کوہِ گراں شمس و قمر

یہ حقیقت ہے شہِ والا ﷺ ہیں وجہِ روشنی
لاکھ ہوں اپنی نظر میں خوش گماں شمس و قمر

مہرِ بطحہ مہرباں ہے پھر بھلا کیا اس کا غم
مہرباں ہوں یا اثر نا مہرباں شمس و قمر

اہل دنیا کو مبارک گلشنِ دنیا کے پھول
دامنِ عشاق میں ہیں مدحتِ آقا ﷺ کے پھول

رشکِ گلشن کو بھلا کیا احتیاجِ رنگ و بو
خود معطر ہو گئے باغ نبی ﷺ میں آ کے پھول

ایسا عاشق جھانک لے اپنے گریباں میں ذرا
جس کے دامن میں نہیں ہیں سنتِ آقا ﷺ کے پھول

حسنِ کردار و عمل سے چن لئے اصحاب نے
دہر سے سرکار جب رخصت ہوئے بکھرا کے پھول

دامنِ شعر و سخن یکسر معطر ہو گیا
فکر نے جب بھی چنے مدحِ شہِ والا کے پھول

ذکر کیا نورِ ازل رشکِ کنول کا چھڑ گیا
منہ چھپاتے پھر رہے ہیں باغ میں شرما کے پھول

خوشبوئے حسنِ عمل ہی جب نہیں باقی تو پھر
عشق کے دعوے ہیں ایسے جس طرح مرجھا کے پھول

یوں غلامانِ شہِ دیں ﷺ آج بھی دنیا میں ہیں
اے اثرؔ کھلتے ہیں جیسے درمیاں دریا کے پھول

بے خودی کیسی ان اصحاب پہ چھائی ہوگی
جن کو سرکار ﷺ نے نظروں سے پلائی ہوگی

جمع کرتا ہوں میں نعتوں کا خزینہ یارو
اس سے بڑھ کر بھی بھلا کوئی کمائی ہوگی

روح بیتاب ہے سرکار ﷺ سے ملنے کے لئے
جانے کب قیدِ مسلسل سے رہائی ہوگی

رشک اس پر تو سلاطین بھی کرتے ہوں گے
جس کی تقدیر میں آقا ﷺ کی گدائی ہوگی

اس سے بڑھ کر بھی کوئی دہر میں مفلس ہوگا
دولتِ عشقِ نبی ﷺ جس نے نہ پائی ہوگی

کعبۂ دل میں کوئی جھانک کے دیکھے تو آثر
سبز گنبد ہی کی تصویر سمائی ہوگی

روزنِ فکر سے گزری جو ثناء کی خوشبو
نعت میں ڈھلنے لگی صلِّ علیٰ کی خوشبو

ہاتھ اٹھائے شہِ والا ﷺ کا وسیلہ دے کر
اڑ گئی تا بہ فلک حرفِ دعا کی خوشبو

گلشنِ دہر بھی محبوب اسے رکھتا ہے
جس کو محبوب ہو محبوبِ خدا کی خوشبو

میرے آقا ﷺ ہی نے ہونٹوں کو تکلم بخشا
میرے آقا ﷺ ہی نے لفظوں کو عطا کی خوشبو

جس کے افعال میں شامل ہو مہک سنت کی
اس کے کردار سے آتی ہے بلا کی خوشبو

مجھ کو محبوب ہے آقا ﷺ کے پسینے کی مہک
اہلِ دنیا کو مبارک ہو حنا کی خوشبو

زندگی رشک کرے روح کو معراج ملے
میں اثر پاؤں جو طیبہ میں قضا کی خوشبو

آثرؔ جو شافعِ محشر کے گُن گایا نہیں کرتے
شفاعت وہ کبھی خوابوں میں بھی پایا نہیں کرتے

اگر ہے عشق صادق آپ کا تو کام لازم ہے
فقط یوں نام کے عشاق کہلایا نہیں کرتے

گریزاں ان سے جو رہتے ہیں اکثر ہاتھ ملتے ہیں
جو ان پر جان دیتے ہیں وہ پچھتایا نہیں کرتے

فراقِ مصطفیٰ ﷺ میں دل بھی اپنا خون روتا ہے
فقط ہم آنکھ ہی سے اشک برسایا نہیں کرتے

اسے جانے دو طیبہ تم نہ اس کا راستہ روکو
یہ دیوانہ ہے دیوانوں کو سمجھایا نہیں کرتے

نگاہوں میں بسا ہے جب سے نقشہ سبز گنبد کا
تو دوجے کوئی بھی منظر ہمیں بھایا نہیں کرتے

مرے آقا ﷺ کا در لوگو بہاروں کا خزینہ ہے
وہاں ذوقِ طلب کے پھول مرجھایا نہیں کرتے

آثرؔ ہے نعت جیسی بھی سنا دے اپنے آقا ﷺ کو
کہ وہ جذبات کی توہین فرمایا نہیں کرتے

CamScanner

جب آسمان مدح سرائے رسول ﷺ ہے
پھر کہکشاں تو آپ کے پیروں کی دُھول ہے

بخشش کرے گا سب کی نبی ﷺ کے طفیل سے
اس میں جرح نہیں یہ خدا کا اصول ہے

جو مصطفیٰ ﷺ بغیر ہی طالب خدا کے ہیں
سن لیں وہ کان کھول کر یہ ان کی بھول ہے

اُس در کی رفعتوں کو کوئی کیا بیاں کرے
جس در پہ جبرئیلِ امیں کا نزول ہے

جو عشقِ شاہِ دیں ﷺ میں گزر جائیں جان سے
دراصل زندگی کا اُنہی کو حصول ہے

پوچھا کسی نے مجھ سے مرا مشغلہ اگر
فوراً دیا جواب کہ مدحِ رسول ﷺ ہے

روانہ ہونے کو ہے وہ طیبہ نگر سفینہ
میں چشمِ حسرت سے تک رہا ہوں اثر سفینہ

سحر ہوئی تو نہ پہنچا طیبہ نگر سفینہ
رواں رہا گو کہ خواب میں رات بھر سفینہ

سفینے والے غلام ہیں شاہِ بحر و بر کے
تو کیوں نہ طوفاں کے ہو مقابل نڈر سفینہ

کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے راہِ طیبہ
وگرنہ پاتا نہیں یہ اعزاز ہر سفینہ

تصوراتِ رہِ مدینہ میں ہے یہ عالم
خیال دریا ہے فکر رہبر نظر سفینہ

رہِ مدینہ سے آشنا ہو گیا نہ جب تک
کوئی سفینہ ہوا نہیں معتبر سفینہ

خیالِ وصلِ دیارِ محبوبِ کبریا میں
مریضِ ہجرِ نبی ﷺ کا ہے چارہ گر سفینہ

کرے گی پرواز روح ملکِ عدم کی جانب
رہِ مدینہ نہ پا سکے گا اگر سفینہ

مرے سفینے میں جاذبیت نہیں ہے کوئی
نبی ﷺ کی نسبت سے پُرکشش ہے اثر سفینہ

☆☆☆☆

حقیقتِ عشق

جو دیدارِ طیبہ کی شائق نہیں ہیں
وہ آنکھیں بصارت کے لائق نہیں ہیں

بغیرِ عمل عشقِ نبوی کا دعویٰ
فسانہ ہے جس میں حقائق نہیں ہیں

چاہے جو دور رہ کے بھی قربت رسول ﷺ کی
اپنائے ہر مقام پہ سنت رسول ﷺ کی

گر دوستوں نے سچ کو سراہا تو کیا کمال
دشمن بھی مانتے ہیں صداقت رسول ﷺ کی

قسمت پہ ناز کرتے ہیں قرطاس اور قلم
جب لکھنے بیٹھتا ہوں میں مدحت رسول ﷺ کی

کچھ کام آ سکی نہ اطاعت بغیر وہ
حاصل تھی بولہب کو بھی قربت رسول ﷺ کی

سائنس نے بھی مانا ہے چودہ صدی کے بعد
سنت میں جو نہاں ہے فراست رسول ﷺ کی

خلدِ بریں کے خوان سے محروم رہ گیا
جس نے نہیں قبول کی دعوت رسول ﷺ کی

حاتم بھی ان کے در کا بھکاری ہے اے اثر
کیا جانتا ہے کوئی سخاوت رسول ﷺ کی

بہت سننے کو سیرت پر ہمیں تقریر ملتی ہے
اطاعت کی مگر پیروں میں کم زنجیر ملتی ہے

نبی ﷺ کے ذکر ہی سے قلب کو تطہیر ملتی ہے
نبی ﷺ کی فکر ہی سے فہم کو تدبیر ملتی ہے

فقط شوقِ زیارت ہی سے کب ہے حاضری ممکن
یہ وہ دولت ہے جو منجانبِ تقدیر ملتی ہے

اسی حق گوئی کی خاطر تو یہ سولی پہ چڑھتے ہیں
ازل سے اہلِ دل کی ایک ہی تقصیر ملتی ہے

نہیں ہے دوسرا نقشہ سوائے گنبدِ خضریٰ
درونِ خانۂ دل ایک ہی تصویر ملتی ہے

بظاہر بے سروساماں نظر آتے ہیں یہ لیکن
غلامانِ نبی ﷺ کو خلد کی جاگیر ملتی ہے

جو سچ پوچھو تو ہے عشقِ شہِ ابرار ﷺ کا صدقہ
اثر کے آہ و نالوں میں جو یہ تاثیر ملتی ہے

امت کی راہ راہِ ہدایت سے کٹ گئی
جب زندگی حضور ﷺ کی سنت سے ہٹ گئی

میں خواب ہی میں جانبِ طیبہ تھا گامزن
فرطِ خوشی سے نیند ہی میری اُچٹ گئی

دربارِ شاہِ دیں میں سبھی ایک ہوگئے
نسلی تعصّبات کی زنجیر کٹ گئی

جاتی ہے اب بھی خُلد کو سیدھی نبی ﷺ کی راہ
یہ اور بات سوچ ہماری الٹ گئی

طیبہ میں موت آئے دعا ہو گئی قبول
شہرِ نبی ﷺ میں زیست کی زنجیر کٹ گئی

اذنِ سفر کبھی تو ملے گا یہ سوچ کر
طیبہ کے راستے پہ مری فکر ڈٹ گئی

تقدیر بھی آثرؔ ہوئی مہربان ہے
مدحِ رسولِ پاک ﷺ سے قسمت پلٹ گئی

ہے بحرِ عشق سامنے فوراً اُتر چلو
دامن میں پھر سمیٹنے لعل و گہر چلو

چلنا تمھارا کام ہے پہنچانا اُن کا کام
گر بال و پر نہیں ہیں تو بے بال و پر چلو

رو رو کے پہلے اشک کا دریا بہاؤ تم
پھر بہہ کے سیلِ اشک میں طیبہ نگر چلو

بگڑے نہ آخرت کی کوئی بات بھی کہیں
دنیائے بے ثبات سے ایسے گزر چلو

ہے منزلِ بہشت کی تم کو طلب تو پھر
فرمایا جس طرف کو نبی ﷺ نے ادھر چلو

گر صادق و امیں کی زیارت کا شوق ہے
صدیقۂ جہان کے پاکیزہ گھر چلو

صدقِ طلب کے ساتھ اٹھاؤ قدم اثر
مانا کہ زادِ راہ نہیں ہے مگر چلو

مدحتِ سرکار ﷺ کرنا کب کسی کا ہے کمال
درحقیقت یہ تو سب حُبِ نبی ﷺ کا ہے کمال

مہر کیا جانے مرے آقا ﷺ سے ہے عالم میں نور
وہ سمجھتا ہے کہ اس کی روشنی کا ہے کمال

سلطنت قرباں ہے جس پر اب بھی ہفت اقلیم کی
شہرِ شاہِ دو جہاں ﷺ کی اک گلی کا ہے کمال

ہے جنونِ عشق آقا ﷺ کی محبت ہی کا عکس
کیسے کہہ دوں یہ مری دیوانگی کا ہے کمال

بادشاہت جو دلوں پر اب بھی ہے عشاق کی
سرورِ کون و مکاں ﷺ کی چاکری کا ہے کمال

میں کہ شاداں باوجودِ گردشِ حالات ہوں
درحقیقت یہ غمِ عشقِ نبی ﷺ کا ہے کمال

مدحتِ سرکار ﷺ کی ممنون ہے معراجِ فن
کون کہتا ہے اثرؔ کی شاعری کا ہے کمال

وہ شہر جس میں ذاتِ شہِ دیں مکین ہے
آنکھوں سے لاکھ دور ہو دل کے قرین ہے

ہیں اس پہ محوِ رشک محلات کے مکیں
طیبہ کی جس کے نام پہ دو گز زمین ہے

کافی نہیں غلامیِ آقا ﷺ کی کیا سند
اے عاملانِ خلد یہ کیا چھان بین ہے

ہے دل سے احترام کے لائق وہ شہرِ دل
جس میں نبی ﷺ کی یاد اقامت گزین ہے

یہ کہہ کے خود ہی زندگی قربان ہو گئی
طیبہ نگر کی موت حیات آفرین ہے

بے بال و پر ضرور ہوں بے آسرا نہیں
راہِ طلب میں عشقِ شہِ دیں ﷺ معین ہے

تصویر ہوگی رنگِ حقیقت کی کیا اثر
طیبہ نگر کا خواب جب اتنا حسین ہے

CS CamScanner

ہر سمت ایک نور کا ہونے لگا ظہور
دنیا میں جب حضور ﷺ کا ہونے لگا ظہور

ذکرِ نبی ﷺ کیا تو سرِ شاخِ قلب و جاں
تسکین کے طیور کا ہونے لگا ظہور

اُمّی لقب کے درسِ فصیح و بلیغ سے
انسان پر شعور کا ہونے لگا ظہور

دل پر جو نقش ہیں شہِ والا ﷺ کی مدحتیں
کاغذ پہ ان سطور کا ہونے لگا ظہور

آئی فضائے نعت میسر تو فکر سے
کیفیتِ طہور کا ہونے لگا ظہور

جب سے اثر ہے بادۂ عشقِ نبی ﷺ نصیب
دل پر عجب سرور کا ہونے لگا ظہور

افسوس و تعجب ہے مجھے اس غلام پر
پڑھتا نہیں درود جو آقا ﷺ کے نام پر

روح الامین کی بھی رسائی جہاں نہیں
رہتی تھی روح آپ کی ایسے مقام پر

درپے رہے ستم کے صدا دشمنانِ دیں
پر آپ کی نظر نہ گئی انتقام پر

مانا کہ حسنِ یوسفی پہ انگلیاں کٹیں
اصحاب سر کٹا گئے خیرالانام ﷺ پر

لائق نہیں کہ اس کے دہن میں زباں رہے
کرتا ہے جو کلام نبی ﷺ کے کلام پر

آغاز ایک عہد کا بن جائے جس کی ذات
ایسا رسول لایا گیا اختتام پر

گستاخِ مصطفیٰ ﷺ کی سزا قتل صرف قتل
ہو لاکھ احتجاج اثر اس نظام پر

حق عشقِ شہِ دیں ﷺ کا ادا کیوں نہیں کرتے
طیبہ میں تمنائے قضا کیوں نہیں کرتے

سازِ طربِ عالمِ فانی کے پتنگو
سوزِ غمِ طیبہ میں جلا کیوں نہیں کرتے

افکار و عمل نذرِ سخن کر تو دیا ہے
قرطاس و قلم وقفِ ثنا کیوں نہیں کرتے

دیکھا ہے کرم ان کا گنہگاروں پہ جب سے
دیوانگی کہتی ہے خطا کیوں نہیں کرتے

ہر گام نئی تازگی پاتے ہیں کہاں سے
رہرو رہِ طیبہ کے تھکا کیوں نہیں کرتے

یا دردِ فراقِ شہِ بطحا ﷺ کی دوا ہو
یا مجھ سے نہ پوچھو کہ ہنسا کیوں نہیں کرتے

سرکار ﷺ کی توصیف تو کرتے ہو آثر تم
سرکار ﷺ کی سنت پہ چلا کیوں نہیں کرتے

سرِ محشر تپ خورشیدِ محشر کا مجھے کیا ڈر
کہ میں نے اوڑھ لی ہے مدحتِ سرکار کی چادر

یہی اک آس ہے میری یہی اک پیاس ہے میری
پلا دیں شربتِ دیدار مجھ کو ساقیِ کوثر ﷺ

دلیلِ وسعتِ افکار میری اور کیا ہوگی
کہ مدحِ سرورِ عالم ﷺ ہے میری فکر کا محور

مری خواہش مرے ارماں مرا حاصل مری منزل
مری دنیا مرا عقبیٰ مرے آقا ﷺ مرے سرور ﷺ

پئے مدحت اٹھاتا ہوں میں قرطاس وقلم جب بھی
تو کھل اٹھتے ہیں پھول الفاظ کے اشعار میں ڈھل کر

مدینے کی نہ ہو جس میں تڑپ وہ زندگی کیا ہے
مرے نزدیک تو اس زندگی سے موت ہے بہتر

اثرؔ جب رفعتِ حرفِ ثناء کی حد نہیں کوئی
رسائی پا سکیں کیا طائرِ فکرِ رسا کے پر

ہو یوں ذوقِ سخن محدود توصیفِ محمد ﷺ تک
کہ لکھوں داستاں غارِ حرا سے سبز گنبد تک

ہوئے جو سنگریزے مس نبی کے پائے اقدس سے
ہیں اُن کے بالمقابل ہیچ یاقوت و زبرجد تک

نہیں ہے جاگتی آنکھوں زیارت گر مقدر میں
کم از کم خواب ہی میں ہو رسائی سبز گنبد تک

مرے آقا ﷺ نے گر چوما نہیں ہوتا محبت سے
تو میرے ہونٹ بھی بڑھتے نہیں پھر سنگِ اسود تک

اگر اعمال سے عشقِ نبی ﷺ ظاہر نہیں ہوتا
تو بیشک آپ عاشق ہیں مگر الفاظ کی حد تک

بلندی تو حقیقت میں اثر کردار ہی کی ہے
ہمالہ بھی پہنچ سکتا نہیں سرکار ﷺ کے قد تک

ہے جو ارماں نخلِ ایماں ہو ثمر آراستہ
شاخِ دل عشقِ نبی ﷺ کے گل سے کر آراستہ

اور تو کوئی نہیں وجہِ وجودِ کائنات
بزمِ عالم ہے پئے خیر البشر ﷺ آراستہ

کوچۂ شاہِ زماں کی زندگی کیا خوب ہے
شام دلکش شب فروزاں اور سحر آراستہ

سبز گنبد کا تصور جاگزیں کیا ہو گیا
ہو گئے قلب و جبیں روح و نظر آراستہ

آئے ویرانے میں بھی لطفِ بہارِ گلستاں
الفتِ سرکار ﷺ سے ہو دل اگر آراستہ

پر کشش لگنے لگا ہے قامتِ افکار بھی
ہے لباسِ حرفِ مدحت کس قدر آراستہ

رہروِ طیبہ کی پھر تم دیکھنا سج دھج اثر
اذنِ آقا ﷺ کر تو دے پہلے سفر آراستہ

پیشِ نظر جو عظمتِ خیرالبشر ﷺ ہوئی
خود اپنی نعت گوئی محلِ نظر ہوئی

میرا مذاقِ عشقِ شہِ دوسرا ﷺ ہوا
میری اساس مدحتِ خیرالبشر ﷺ ہوئی

عشاقِ شاہِ دیں نہ ہٹے راہِ شوق سے
دنیا بلا سے ان کی اِدھر سے اُدھر ہوئی

جب سے نصیب آپ کا نقشِ قدم ہوا
بے قدر میرے سامنے شانِ قمر ہوئی

ہے محوِ رشکِ عرشِ بریں اس مقام پر
فرشِ زمیں پہ آپ کی جو رہگزر ہوئی

جو درمیاں درود کے پہنچی بسوئے عرش
ممکن نہیں دعا وہ کبھی بے اثر ہوئی

مدحِ نبی ﷺ کا حق نہ ادا ہوگا تا ابد
عمرِ اثر تو یوں بھی بہت مختصر ہوئی

عالمِ مے نوشیِ عشاق بھی کیا خوب ہے
ساغرِ دل ہے نبی ﷺ کی یاد کا مشروب ہے

خود خدائے پاک بھی محبوب رکھتا ہے اسے
جسکو محبوبِ خدا کی ہر ادا محبوب ہے

کاش ایسے شخص پر کھل جائے سنت کا وقار
وہ جو شان و شوکتِ اغیار سے مرعوب ہے

غیر سے الفت میں رسوائی کا ڈر ہے جس طرح
انحرافِ عشق آقا ﷺ اس طرح معیوب ہے

دیگر اصنافِ سخن تسلیم کرتا ہوں مگر
فکر میری مدحتِ سرکار ﷺ سے منسوب ہے

مجھ پہ غالب آئیں کیسے اہلِ دنیا کے طریق
دل زہے قسمت نبی ﷺ کی یاد سے مغلوب ہے

اے آثر شمس و قمر کی رفعتیں اپنی جگہ
پر مجھے تو نقشِ پائے شاہِ دیں مطلوب ہے

رہنماؤں کو بھی تعلیم یہ دی جاتی ہے
منزلِ خلد فقط راہِ نبی ﷺ جاتی ہے

فرش پر ان کے وسیلے سے جو کی جاتی ہے
عرشِ اعظم پہ وہ فریاد سنی جاتی ہے

کیا عجب چیز ہے یہ عشقِ نبی ﷺ کا مشروب
جتنا پیتا ہوں مری پیاس بڑھی جاتی ہے

کس لئے ذاتِ شہِ دیں نہ بنے محورِ عشق
کیا محبت بھی کسی اور سے کی جاتی ہے

عازمِ طیبہ کو حسرت سے کھڑا دیکھتا ہوں
بیٹھا جاتا ہے یہ دل سانس رکی جاتی ہے

فکر و فن الفتِ سرکار ﷺ میں ہو جائے فنا
تب کہیں جا کے کوئی نعت لکھی جاتی ہے

راہِ طیبہ میں کسے فکرِ اساسِ ہستی
بے خودی چھاتی ہے ایسی کہ خودی جاتی ہے

بکھرائے پھول نطق سے شیریں کلام نے
جب لب ہلائے حضرتِ خیرالانام ﷺ نے

حرص و ہوس کی پیاس سے بیگانہ کردیا
تشنہ لبوں کو ساقی کوثر ﷺ کے جام نے

مدحت کے چند پھول چنے ہیں برنگ نعت
آقائے نامدار ﷺ کے ادنیٰ غلام نے

شاہانِ وقت کو بھی گدائی میں لے لیا
اک ذاتِ پاکِ قابلِ صد احترام نے

پہنچا درِ حضور ﷺ تخیّل کے دوش پر
بیٹھا ہوا ہوں روضۂ اطہر کے سامنے

کیا کچھ نہ در پہ لایا تھا میں عرضِ مدّعا
لب بستہ کردیا ہے مگر احترام نے

شرمندہ رہ گئی ہے اثر صبحِ کائنات
برسایا ایسا نور مدینے کی شام نے

CamScanner

شفیع المذنبیں کی ابتدا ہے
جہاں روح الامیں کی انتہا ہے

مرا اسلوب ہے مدحت سرائی
مرا عنوان عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہے

ہمیں لازم ہے ان کی پیروی بھی
کہ ہم نے عشق کا دعویٰ کیا ہے

محمد ﷺ رحمت اللعالمیں ہیں
یہ رب العالمیں کا فیصلہ ہے

زباں پر اور کچھ آئے تو کیسے
کہ دل پر نقش ہی صلّے علیٰ ہے

کتابِ علم و حکمت جس کو کہیے
وہ اک اُمّی لقب کا معجزہ ہے

بہت ہی سہل ہے مدحت سرائی
کٹھن تو پیروی کا مسئلہ ہے

ہے اک نسبت شہِ بطحا ﷺ کی ورنہ
اثر اپنی حقیقت جانتا ہے

پہلے عمل میں ان کی آخر پیروی کرو
پھر اس کے بعد دعویٰ عشقِ نبی ﷺ کرو

چھٹ جائے کیوں نہ دہر سے بدعت کی تیرگی
آقا ﷺ کی سنتوں کی اگر روشنی کرو

سرکار ﷺ کی دعاؤں کے طالب ہو تم اگر
سرکار ﷺ کی اداؤں سے مت بے رخی کرو

اللہ کے غضب کو پکارو نہ دوستو
دشمن سے اس کے تم نہ کبھی دوستی کرو

اچھا نہیں ہے شعائرِ اسلام سے مذاق
دنیا سے کھیلو دین سے مت دل لگی کرو

وقت آگیا ہے عشق پہ پھر امتحان کا
اب خوں سے آبیاریِ باغِ نبی ﷺ کرو

کل پر نہ ٹالو نیک ارادوں کو تم کبھی
کرنا ہے جو بھی کام آخر آج ہی کرو

اگر رخ مدینے کی جانب نہیں ہے
تو اٹھنا قدم کا مناسب نہیں ہے

ہے جتنی کشش راہِ طیبہ میں لوگو
کوئی راستہ اتنا جاذب نہیں ہے

تعجب ہے مرغوب تجھ کو ہے جنت
مگر راہِ سنت کا راغب نہیں ہے

وہ سچی اطاعت کرے شاہِ دیں ﷺ کی
جو الفت کے دعوے میں کاذب نہیں ہے

مگر ان کی احسان مندی تو ہے فرض
یہ مانا کہ مدحت تو واجب نہیں ہے

غلامانِ دنیا سے مغلوب ہوگا
اگر عشقِ سرکار ﷺ غالب نہیں ہے

نہیں مستحقِ حساباً یسیرا
جو اپنے عمل کا محاسب نہیں ہے

ہے اس کے مقدر میں رحمت سے دوری
جو اذنِ حضوری کا طالب نہیں ہے

فدا قلب جاں ہیں درِ شاہ دیںﷺ پر
بظاہر مدینے میں قالب نہیں ہے

☆☆☆☆

یہ بات کس سے ڈھکی چھپی ہے یہ بات کس پر عیاں نہیں ہے
غلامیِ مصطفیٰﷺ سے بڑھ کر سعادتِ انس و جاں نہیں ہے

میں عشق کا دم بھروں تو کیسے نبی کی مدحت کروں تو کیسے
لکھوں تو ایسا قلم نہیں ہے کہوں تو ایسی زباں نہیں ہے

یہ مجھ میں چھائی جو بے خودی ہے کہ وجہِ تسکینِ جاں بنی ہے
یہ سوزِ عشقِ محمدی ہے یہ سازِ حسنِ بتاں نہیں ہے

آخر یوں تو اک عام انساں ہوں میں
شہِ دیں ﷺ کی نسبت پہ نازاں ہوں میں

کہاں میں کہاں نقشِ پائے نبی ﷺ
خود اپنے مقدر پہ حیراں ہوں میں

ہے طیبہ کے گلشن سے نسبت مری
جبھی تو سراپا گلستاں ہوں میں

جو امت کی خاطر بہائے لہو
تو اس ذات پر کیوں نہ قرباں ہوں میں

محبت نبی ﷺ کی اگر دل میں ہے
اطاعت سے کیونکر گریزاں ہوں میں

اطاعت سکھا دی نبی ﷺ کی مجھے
محبت کا ممنونِ احساں ہوں میں

قدم سوئے طیبہ اٹھے کیا آخر
کہ شاداں و فرحاں غزل خواں ہوں میں

در مدحِ شیخ

مری متاعِ سخن وقف اس کی شان میں ہے
کہ جو مجدّدِ ملت مرے گمان میں ہے

ساقی نامہ

کھلا یہ اب جنوں اپنا خرد آمیز ہے ساقی
شرابِ عشق کا نشہ بہت ہی تیز ہے ساقی

تجھے میں رومیء ثانی لکھوں یا دوسرا تبریز
کہ تجھ میں اجتماعِ رومی و تبریز ہے ساقی

خدا کے عشق کی مستی چھلکتی ہے نگاہوں سے
ترا پیمانۂ دل کس قدر لبریز ہے ساقی

ضعیفِ میکدہ سے وہ ملے پیر مغاں بن کر
مقابل ہو اگر نو عمر تو نوخیز ہے ساقی

ہیں مجبورِ شکستِ ضبط اہلِ میکدہ سارے
تری آہ و فغاں کچھ ایسی دل آویز ہے ساقی

دلِ حسرت زدہ کی داستاں سن کر یقیں آیا
کہ جنگِ نفس و شیطاں کس قدر خونریز ہے ساقی

کہاں تو اشرف و اقرب کہاں ہم ایسے تشنہ لب
تیرا نظرِ کرم کرنا تعجب خیز ہے ساقی

تو اپنی اشک بار آنکھوں سے تخمِ عشق بوئے جا
''ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی''

جو مثبت سے زیادہ زور ہے منفی عبادت پر
مقدم سب دواؤں پر یہاں پرہیز ہے ساقی

دلِ مومن تو پھر دل ہے یہاں پتھر پگھل جائے
ترا طرزِ سخن ایسا اثر انگیز ہے ساقی

عشاق کا سرمایہ النظرُ الٰی وجہِک
صدیق نے فرمایا النظرُ الٰی وجہِک

ہر حسنِ نظر صدقے صد بار اثر صدقے
کیا حسنِ طلب پایا النظرُ الٰی وجہِک

میں عقل کی وادی سے جب عشق نگر پہنچا
تب مجھ کو یقیں آیا النظرُ الٰی وجہِک

جب روح کو جھلسا دے ماحول کی تپتی دھوپ
اس وقت ہے اک سایہ النظرُ الٰی وجہِک

مری متاعِ سخن وقف اُس کی شان میں ہے
کہ جو مجددِ ملت مرے گمان میں ہے

اُس ایک پھول کی خوشبو بسی جہان میں ہے
جو پھولپور سے گلشن میں گلستان میں ہے

وہ بولتا ہے کہ رس گھولتا ہے کانوں میں
عجیب چاشنی الفاظ میں زبان میں ہے

گناہ چھوڑ کے پائی ہے قرب کی ٹھنڈک
کبھی جو دھوپ میں تھا اب وہ سائبان میں ہے

کوئی بھی گاہکِ دل خالی جا نہیں سکتا
ہر ایک قسم کا سودا تری دکان میں ہے

بس ایک جان فدا کی ہے خالقِ جاں پر
یقین جانیے سو جان میری جان میں ہے

جو سنگدل ہیں پگھلتے ہیں موم کی مانند
نہ جانے کون سا جادو ترے بیان میں ہے

اثر یہی ہے دلیلِ مقامِ صدیقین
زمیں پہ جسم مگر روح آسمان میں ہے

برپا دل و نگاہ میں اک انقلاب کردیا
شیطان اور نفس کا خانہ خراب کردیا

لکھ کر کتاب ''روح کی بیماریاں ان کا علاج''
باطن کے سارے دشمنوں کو بے نقاب کردیا

قلبِ رقیق ہی نہیں گرمایا سوزِ عشق سے
بے حس و سنگدل کو بھی چشم پُر آب کردیا

خوشبو نہ ان کی کیوں اڑے سارے جہان میں بھلا
آتشِ عشق نے جنہیں مثلِ کباب کردیا

گلشن کا فیض دوستو محدود گل تلک نہیں
خارِ چمن کو آپ نے رشکِ گلاب کردیا

پیری میں میرے پیر کی آخر کوئی تو بات ہے
یوں ہی فدا اثرؔ نے کب اپنا شباب کردیا

آسمانِ دل کے اختر کیا کہوں
کیا کہوں اللہ اکبر کیا کہوں

آپ تو عشاق کی تصویر ہیں
آپ کو مردِ قلندر کیا کہوں

شیخ کامل خضرِ منزل راہبر
کون سا ہے لفظ بہتر کیا کہوں

عشق کا دریا کہوں میں آپ کو
یا محبت کا سمندر کیا کہوں

قربِ حضرت کا زہے قسمت اثرؔ
ہے کہاں تیرا مقدر کیا کہوں

☆☆☆☆

ہم نے دیکھے ہیں مشائخ اور بھی جگ میں مگر
منفرد سب سے ہمارے حضرتِ والا کا رنگ

روح رہتی ہے طوافِ کوچۂ جاناں میں گم
ہم زمیں پر دیکھتے ہیں عالمِ بالا کا رنگ

صورتِ خارِ بیاباں ہو تو گلشن کو چلو
طالبِ فصلِ بہاراں ہو تو گلشن کو چلو

حسن کے خالق سے دل کا رابطہ ہو جائے گا
مبتلائے عشقِ نسواں ہو تو گلشن کو چلو

شاداں و فرحاں نہ واپس ہو تو پھر کہنا مجھے
شدتِ غم سے پریشاں ہو تو گلشن کو چلو

زہد و تقویٰ تو بہت مرغوب شے کا نام ہے
زہد و تقویٰ سے ہراساں ہو تو گلشن کو چلو

روح کی بیماریاں ہرگز نہیں ہیں لاعلاج
تم اگر صحت کے خواہاں ہو تو گلشن کو چلو

دامنِ گل عیب پوشی کا سبب بن جائے گا
بدتر از خارِ مغیلاں ہو تو گلشن کو چلو

پر بنا پرواز ہو گی درد و غم ہو گا پرے
تم جو پریوں سے پریشاں ہو تو گلشن کو چلو

دیکھ لو خود بلبلِ شیدا کے نالوں کا اثر
گل کی شادابی پہ حیراں ہو تو گلشن کو چلو

نظروں کی ہے مثال کسی تیر کی طرح
ہوتا ہے اس کا وار بھی شمشیر کی طرح

کرلیں ارادہ آج ہی ترکِ گناہ کا
ہرگز نہیں یہ مسئلہ کشمیر کی طرح

آسان ہو گا منزلِ جنت کا راستہ
دنیا کو گر گزار دیں رہگیر کی طرح

میں اس طرح خدا سے دُعا مانگتا ہوں اب
حاصل ہو عشقِ شیخ مجھے میرؔ کی طرح

صحبت میں فہم دین میں تقویٰ میں علم میں
لائے تو کوئی پیر مرے پیر کی طرح

دامن خدا کے پیاروں کا تھاما ہے اس لیے
جنت میں مَیں بھی ساتھ ہوں قطمیر کی طرح

جناب حضرت سید عشرت جمیل میرؔ صاحب دامت برکاتہم

CamScanner

بہت سے پھول ہیں لیکن کنول نہیں کوئی
کہ میرے شیخ کا نعم البدل نہیں کوئی

ہے حبِ شیخ کی دولت ہی میرا سرمایہ
سوائے عشق مرے پاس عمل نہیں کوئی

وسائلِ غمِ عقبیٰ شعار کر ورنہ
مسائلِ غمِ دنیا کا حل نہیں کوئی

نماز و ذکر و تلاوت رفیق اصلی ہیں
کہ اور مونسِ وقتِ اجل نہیں کوئی

نہیں ہے متبع شیخ گر مرید آثر
تو اس کے نخلِ محبت میں پھل نہیں کوئی

☆☆☆☆

جس نے میرے قلب کی تخلیق کی
میں نے اس خالق کو اپنا دل دیا
شکر اس ہادی کا ہو کیونکر ادا
جس نے ایسا رہبرِ کامل دیا

فیضِ چارہ گر سمجھتا ہوں اسے
ایک میٹھا درد جو سینے میں ہے
تیرا چہرہ آنکھ سے اوجھل سہی
تیری صورت دل کے آئینے میں ہے
اک ترا دیدار ہے وجہِ حیات
اور آخر لطف کیا جینے میں ہے
جام و ساغر میں کہاں اے ساقیا
وہ مزا آنکھوں سے جو پینے میں ہے

☆☆☆☆

حضرتِ اقدس کی سفر سے تشریف آوری پر

غمزدوں کے لئے لائی ہے خوشی آج کی رات
دیکھئے شاداں و فرحاں ہیں سبھی آج کی رات

صحنِ گلشن میں بہاراں کی ہے آمد آمد
کھلنے والی ہے ہر اک دل کی کلی آج کی رات

نہ جانے کون سی اُس نے ادھر نظر ڈالی
کہ اپنی ہستی ہی میں نے فروخت کر ڈالی

یہ باغباں کی کرامت نہیں تو پھر کیا ہے
جھکی ہے بارِ ثمر سے چمن کی ہر ڈالی

زہے نصیب کہ پھل ہوں میں ایسی ڈالی کا
جو نخلِ دین کی سب سے ہے معتبر ڈالی

☆☆☆☆

مل گئی ہے جب سے تقویٰ کی حیات
رشکِ جنت ہوگئی ہے کائنات

وہ بھی کیسا پہلواں ہے اے آثر
نفس کے ہاتھوں جو کھا جاتا ہے مات

زندگی ہم بھی گزاریں اہلِ تقویٰ کی طرح
آخرت کی فکر بھی ہو کاش دنیا کی طرح

آرزوؤں کا گلا گھونٹا تو یہ ثابت ہوا
جگ میں کوئی خوں نہیں خونِ تمنا کی طرح

ہم نے قدرت کا کرشمہ دیکھا ان کے ہاتھ میں
مردہ دل کو زندہ کرتے ہیں مسیحا کی طرح

ہو رہے ہیں دین کے پیاسے بہر سُو مستفیض
فیض کا یہ سلسلہ جاری ہے دریا کی طرح

اس میں بدعت کی ملاوٹ کا نہیں ہے شائبہ
یہ تصوف ہے اثر آبِ مصفا کی طرح

باز شاہی تو ہمارے پاس ہے لیکن اثرؔ
ہم بھی ناقدری نہ کردیں اندھی بڑھیا کی طرح

منظر نہیں ہے کوئی بھی پیارا ترے بغیر
آنکھوں کو چبھ رہا ہے نظارہ ترے بغیر

روحانیت پہ ایسا زوال آگیا کہ اب
کرتا ہے میرا نفس اشارہ ترے بغیر

ساقی تری نگاہ کا صدقہ ہے کیفِ جام
مستی ترے بغیر نہ نعرہ ترے بغیر

جب دل ہی بجھ گیا ہو تو آنکھوں کا کیا قصور
بے نور لگ رہا ہے ستارہ ترے بغیر

جس سمت دیکھو بغض و عداوت کا زہر ہے
جائے کہاں یہ عشق کا مارا ترے بغیر

کیا روگ لگ گیا ہے تجھے پوچھتے ہیں لوگ
وہ حال ہو گیا ہے ہمارا ترے بغیر

تُو ساتھ ہو تو خار بھی صحرا کے ہیں قبول
گلشن میں گل نہیں ہے گوارا ترے بغیر

اک حیاتِ جاوداں پاؤں گا میں
شیخ کے قدموں پہ مر جاؤں گا میں

عقل کی دیوار کو ڈھاؤں گا میں
عشق کی منزل جبھی پاؤں گا میں

خود سمجھ پایا نہیں ان کا مقام
دوسروں کو خاک سمجھاؤں گا میں

عقل سے جاتا رہا تو کیا ہوا
ان کا دیوانہ تو کہلاؤں گا میں

حبِ مرشد حبِ آقا ﷺ حبِ حق
جان جب کھوؤں گا تب پاؤں گا میں

شوقِ عرضِ مدعا تو ہے مگر
ان کے آگے کچھ نہ کہہ پاؤں گا میں

CamScanner

اگر مولیٰ نگاہِ عقل سے پردہ اٹھا دیتا
یقیناً اپنے دیوانے کا دیوانہ بنا دیتا

رسائی گر مری ہوتی فضاؤں کہکشاؤں تک
ستارے توڑ کر میں تیرے قدموں میں بچھا دیتا

جو میری عمر رشکِ مہر تیرے کام آجاتی
یقیناً پھر میں اپنی زیست کی شمع بجھا دیتا

جو میرے پاس ہفت اقلیم کی بھی سلطنت ہوتی
تو اے شاہِ سخن میں تیرے قدموں پر لٹا دیتا

اگر آبِ حیات آجاتا میری دسترس میں تو
میں اپنی جان پر بھی کھیل کر وہ تجھ کو لا دیتا

تری گدڑی میں پوشیدہ ہے لعلِ قربِ ربانی
جو میرے بس میں ہوتا سارے عالم کو بتا دیتا

یہ ممکن تھا حضورِ شیخ سے دوری نہیں ہوتی
مگر انسان کی ہر آرزو پوری نہیں ہوتی

میں خود مجبور ہوتا ہوں کسی کے عشقِ پنہاں سے
ہے مجبوری یہی اپنی کہ مجبوری نہیں ہوتی

تصور روئے جاناں کا ہمیشہ ساتھ رہتا ہے
بظاہر دور رہتا ہوں مگر دوری نہیں ہوتی

مجھے تسلیم ہے عشاق کو اعذار لاحق ہیں
مگر محبوب کے رستے میں معذوری نہیں ہوتی

جدا ہوتا ہے ہر عاشق سے اس دنیا کا ہر محبوب
فقط اک قربِ مولیٰ ہے کہ مہجوری نہیں ہوتی

☆☆☆☆

عنوان ختم ہو گئے فریاد کے اثر
اب صرف آہ آہ کئے جارہا ہوں میں

کب کہا میں پارسا و پاک ہونا چاہتا ہوں
میں تو تیرے آستاں کی خاک ہونا چاہتا ہوں

عقل ودانش شان وشوکت سدِّ راہِ شوق ہیں سب
اب دریدہ دل گریباں چاک ہونا چاہتا ہوں

کارِ دنیا میں بڑا ہشیار ہوں سب جانتے ہیں
کارِ عقبیٰ میں بھی اب چالاک ہونا چاہتا ہوں

روشنی میں عقل کی بھٹکا بہت لیکن آخر اب
صاحبِ دل صاحبِ ادراک ہونا چاہتا ہوں

☆☆☆☆

دعا

مجھ کو پیشی کے قابل بنا دیجئے
شکل بنوا دیا دل بنا دیجئے

مجھ کو خارِ علائق کی پروا نہیں
اپنی راہوں کا بسمل بنا دیجئے

کسی کی یاد کی خوشبو لئے دامن میں رہتا ہوں
میں گلشن میں نہیں رہتا مگر گلشن میں رہتا ہوں

زہے قسمت کہ مجھ سے دور ہے موسم خزاؤں کا
زہے قسمت کہ ان کے قرب کے آنگن میں رہتا ہوں

مری آنکھیں رہا کرتی ہیں نازاں اپنی قسمت پر
میں جب تک محو اپنے شیخ کے درشن میں رہتا ہوں

☆☆☆☆

دکھ کو لذت کا نام دیتے ہیں
غم کو راحت کا نام دیتے ہیں

وہ جو رکھتے ہیں دل میں مولیٰ کو
دل کو جنت کا نام دیتے ہیں

اس پہ شاہین کیوں نہ ناز کرے
کرگسوں کو جو شاہباز کرے

شاہ ایسا کہ ملکِ دل میں بھی
عشقِ مولیٰ کا جو نفاذ کرے

ضبطِ آہ و فغاں بجا لیکن
آنکھ افشا جو دل کا راز کرے

تو ہے وجہِ حیاتِ رونقِ دل
عمر تیری خدا دراز کرے

روح تو چاہتی ہے وصلِ دوست
نفس دشمن نہ سازباز کرے

ہو نہ تقویٰ تو معرفت ہے خواب
لاکھ تو روزہ و نماز کرے

عام ہوجائے سوز و ساز ترا
دل میں پیدا اگر گداز کرے

روپوش ہوگئے ہیں جبھی گلستاں سے پھول
رشکِ چمن کی تاب بھی لاتے کہاں سے پھول

خوشبو جدا ہے رنگ الگ شاخ منفرد
جیسے زمیں پہ اترے کوئی آسماں سے پھول

اس رشکِ گلستاں کا تعارف عجیب ہے
آنکھوں سے مستی لفظ سے خوشبو زباں سے پھول

عشق و وفا کی باس ہے جذب و فنا کا رنگ
دنیا میں جیسے آئے ہوں باغِ جناں سے پھول

ثابت ہوا کہ گلشنِ عشقِ خدا ہے یہ
پھیلا رہے ہیں دہر میں خوشبو یہاں سے پھول

ویرانیِ چمن پہ ہو صحرا بھی خندہ زن
دیکھے ذرا ہٹا کے کوئی درمیاں سے پھول

دامن تہی رہے یہ بعید از قیاس ہے
مانگے جو گڑگڑا کے اثر باغباں سے پھول

ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

مرکزِ اہلِ دل اہلِ علم اہلِ فن
مرجعِ اصفیا محورِ حسنِ ظن
جس میں تشریف فرما ہیں شاہِ سخن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

وجہِ تزئینِ گلشن وہ جانِ چمن
نازِ گل فخرِ گل رشکِ سر و سمن
آبروئے تکلم وہ شیریں دہن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

باعثِ روشنی اہلِ دیں کے لئے
وجہِ تسکینِ دل سالکیں کے لئے
ظلمتِ شب میں اک روشنی کی کرن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

رہبرِ اولیا غوث و قطبِ زماں
مرجعِ اہلِ دل معرفت کی دکاں
دردِ عشقِ حقیقی کا زریں مشن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

عشق کا ساز ہے جذبِ پنہاں کی لے
منہ کو لگتی نہیں اس کے دنیا کی مے
جس نے پی لی ہے تیری شرابِ کہن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

فہم کی چاندنی صحبتوں کا دیا
علم کی روشنی عشق کا راستہ
اتباعِ شریعت میں دیوانہ پن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

شاذ و نادر ہی دنیا میں ہیں راہبر
جس کے ہوں مقتدی اہلِ علم اس قدر
ماہرِ فن کے ہیں قدرداں اہلِ فن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

یہ کہ عشقِ حقیقی کی ہے درسگاہ
اس میں سکھلائی جاتی ہے پر درد آہ
اس کو کہتے ہیں روحانیت کا چمن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

اُن نگاہوں کا صدقہ ہے مسرور ہوں
اور کہنے پہ یہ بات مجبور ہوں
اب بھی زندہ ہے حضرت مجدد کا فن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

شاہِ امدادؒ سی رحم کی شان ہے
حضرتِ پھولپوریؒ کا فیضان ہے
حضرتِ تھانویؒ کا مہکتا چمن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

جب بھی آؤں کراچی تو بے ساختہ
یاد آتی ہے تھانہ بھون کی فضا
حضرتِ شاہِ ابرار کا ہے سخن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

جن کو ادراکِ حسنِ شریعت نہیں
جو یہ کہتے ہیں زندہ طریقت نہیں
اے اثر دے جواب ان کو دنداں شکن
ہے کراچی میں بھی ایک تھانہ بھون

جو غافل ہیں انہیں بھی ذکر کی توفیق عطا کر دے
جو ہرجائی ہیں یارب تو انہیں بھی باوفا کر دے

ہوں میں بھی منتظر اک جامِ قربِ حق کا مدت سے
میری جانب بھی اب نظرِ کرم اے ساقیا کر دے

مقامِ حضرتِ اقدس ہو ہم پر منکشف یارب
بصارت تو نے بخشی ہے بصیرت بھی عطا کر دے

کوئی دکھلائے تو اس عہد میں حاذق طبیب ایسا
دوائے ترش بھی جو جامِ شیریں میں ملا کر دے

میں نالائق ہوں اور نالائقی کی میں نے حد کر دی
سو تو بھی اے کریم اپنا کرم بے انتہا کر دے

لگائی مہرِ سائل "انتم الفقراء" فرما کر
تو داتا ہے غنی ہے ہم فقیروں کا بھلا کر دے

کچھ اس میں شک نہیں ناقدریاں ہم سے ہوئیں لیکن
الٰہی در گزر ہم خستہ حالوں کی خطا کر دے

تو خالق ہے تو مالک ہے تو قادر ہے تو شافی ہے
ہمارے حضرتِ اقدس کو بھی صحت عطا کر دے

CamScanner

ابھی بچے ہیں ہم بالغ نہیں راہِ تصوف میں
ہمیں تادیر سایہ شیخ و مرشد کا عطا کردے

ہمارے چھوٹے چھوٹے ہاتھ تو نے خود بنائے ہیں
انہیں خالی نہ لوٹا اب بڑی نعمت عطا کردے

☆☆☆☆

جوانی یہ رشکِ جوانی نہ ہوتی
اگر آپ کی مہربانی نہ ہوتی

اگر دل کے اندر نہ طوفان ہوتا
تو لہجے میں یہ ترجمانی نہ ہوتی

آثر سا حزیں یوں نہ مسرور ہوتا
ترے غم میں گر شادمانی نہ ہوتی

CS CamScanner

پند و موعظت
(اصلاحی اشعار)

اس وقت بھی ہوتی ہے کوئی ذات ترے ساتھ
جس وقت کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا

مسائلِ تصوف

ملی اللہ والوں کی جنہیں صحبت نہیں ہوتی
تو ایسے عالموں کے علم میں برکت نہیں ہوتی

محبت کر کے بھی وہ فیض سے محروم رہتا ہے
وہ جس کے دل میں اپنے شیخ کی عظمت نہیں ہوتی

معاصی میں پریشانی بھی ذلت بھی مشقت بھی
مگر تقویٰ سے رہنے میں کوئی محنت نہیں ہوتی

خدائے پاک پھر کیوں حکم دیتا ہم کو تقویٰ کا
اگر ترکِ معاصی پر ہمیں قدرت نہیں ہوتی

بھلا وہ کیا اٹھائے گا عَلَم دینِ محمد ﷺ کا
کہ جس سے فجر میں اٹھنے کی بھی زحمت نہیں ہوتی

جسے قربِ خداوندی کی لذت ہوگئی حاصل
اُسے ترکِ معاصی پر کبھی حسرت نہیں ہوتی

اگر اللہ کی کامل محبت پاگیا ہوتا
تو نافرمانیوں کی پھر کبھی جرأت نہیں ہوتی

کسی صورت نے کرلی ہے ترے دل میں جگہ شاید
جبھی تسکینِ دل حاصل کسی صورت نہیں ہوتی

اگر داڑھی کے رکھ لینے سے چہرا بدنما لگتا
تو پھر داڑھی مرے سرکار ﷺ کی سنت نہیں ہوتی

وہ کیا مصروف ہے راہِ تصوف کی مسافت میں
کہ جس کو ذکر کے معمول کی فرصت نہیں ہوتی

میں اُن سے حالِ دل کہنے کا کیا کچھ عزم رکھتا ہوں
مگر جب سامنے جاتا ہوں تو ہمت نہیں ہوتی

صدورِ معصیت کی اہلِ دل طاقت تو رکھتے ہیں
مگر طاقت کے استعمال کی طاقت نہیں ہوتی

طریقت کا لذیذ و سہل رستہ گر تُو اپناتا
شریعت پر تجھے چلنے میں کچھ دِقّت نہیں ہوتی

"مری قیمت بروزِ حشر خود مولیٰ لگائے گا"
غلاموں کی بذاتِ خود کوئی قیمت نہیں ہوتی

اثر کو گلستانِ دہر میں پھر پوچھتا بھی کون
اگر اس خار کو گلشن سے کچھ نسبت نہیں ہوتی

دنیا میں جنتی

ہم ان سے مل کے اک ایسی خوشی محسوس کرتے ہیں
کہ اس دنیا میں خود کو جنتی محسوس کرتے ہیں

نہیں ہوتے ہیں اس گلشن میں وہ جانِ بہاراں جب
ہم اپنے صحنِ دل میں بے کلی محسوس کرتے ہیں

وہاں پر اہلِ دل کا دل مکدر ہونے لگتا ہے
گناہوں کی جہاں آلودگی محسوس کرتے ہیں

یقیناً ان کا دل بھی کچھ نہ کچھ اللہ والا ہے
جو اہلُ اللہ سے مل کر خوشی محسوس کرتے ہیں

جو تائب ہوگئے ہیں مردہ لاشوں کی محبت سے
وہ اپنی زندگی میں زندگی محسوس کرتے ہیں

اخترؔ جو ڈھالتے ہیں سانچۂ سنت میں ظاہر کو
وہی دراصل کیفِ باطنی محسوس کرتے ہیں

اجتنابِ معاصی کا غم

رہِ سلوک کا کیف و سرور پا نہ سکے
جو اجتنابِ معاصی کا غم اٹھا نہ سکے

وہ مسجدوں میں مراقب رہیں تو کیا حاصل
سڑک پہ آکے جو اپنی نظر جھکا نہ سکے

ہمیں وصول اِلی اللہ ہو تو کیسے ہو
ہم اپنے نفس کی دیوار ہی کو ڈھا نہ سکے

دلِ شکستۂ مومن مکان ہے اس کا
جو کائنات کی وسعت میں بھی سما نہ سکے

ہوا کو چاہیئے کہ اہلِ دل کے منہ کو نہ آئے
کہ ان چراغوں کو طوفان بھی بجھا نہ سکے

ہے ایسا شخص اثرؔ قابلِ مبارک باد
گناہ جس کی طبیعت کو راس آ نہ سکے

اثرؔ وہ چکھ نہیں سکتا کبھی فنا کا ثمر
انا کے تخم کو جو خاک میں ملا نہ سکے

CamScanner

خالقِ آفتاب

روشنی بے حساب ہے دل میں
خالقِ آفتاب ہے دل میں

دیدۂ عقل پر ہی پردہ ہے
حسن تو بے حجاب ہے دل میں

ماہ پاروں کی کیا حقیقت ہے
خالقِ ماہ تاب ہے دل میں

جب سے دیکھا ہے غیر کی جانب
اک عجب اضطراب ہے دل میں

احتسابِ گناہ کیوں نہ کروں
خوفِ روزِ حساب ہے دل میں

بارشِ اشک ہے برسنے کو
رقّتوں کا سحاب ہے دل میں

دل کو غیروں سے کر رہا ہوں صاف
یہ مہم کامیاب ہے دل میں

جی بھرتا نہیں ہے بندگی سے

ملے جو آپ کی ناراضگی سے
ہمیں تو بیر ہے ایسی خوشی سے

لگا رکھی ہے جب لو آپ ہی سے
تو پھر کیوں رابطہ ہو ہر کسی سے

محبت اس لئے ہے زندگی سے
کہ جی بھرتا نہیں ہے بندگی سے

سبھی کو قبر میں جانا ہے اک دن
چلو تیار ہو جائیں ابھی سے

نبی ﷺ نے نفس کو دشمن بتایا
مری توبہ ہے اس کی دوستی سے

بالآخر سب کو مرجھانا ہے اک دن
چمن یہ کہہ رہا ہے ہر کلی سے

تمھارا غم ہماری زندگی ہے
خوشی کو قتل کرتے ہیں خوشی سے

نصیحت بے اثر کب تک رہے گی
اثرؔ اب باز آؤ بے حسی سے

تقویٰ کا اجالا

آنکھوں میں بھی تقویٰ کا اجالا نہیں ہوتا
جب قلب میں اللہ تعالیٰ نہیں ہوتا

ہو جس کی نگاہوں میں بسا خالقِ گلشن
ہرگز وہ اسیرِ گُلِ لالہ نہیں ہوتا

لُٹ جاتا ترے قرب کی دولت کا خزانہ
آنکھوں کی حفاظت کا جو تالا نہیں ہوتا

کیچڑ میں معاصی کے پھسل جاتا آثر بھی
مالک نے اگر اس کو سنبھالا نہیں ہوتا

اُس وقت بھی ہوتی ہے کوئی ذات ترے ساتھ
جس وقت کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا

ہے باعثِ تنویرِ جہاں خالقِ خورشید
سورج کے نکلنے سے اجالا نہیں ہوتا

پستی کی طرف دیکھتا شاہین بھی لیکن
آنکھوں میں اگر عالمِ بالا نہیں ہوتا

دنیا میں آثر تجھ کو بھلا جانتا کوئی
گر حضرتِ والا کا حوالہ نہیں ہوتا

علمِ عالمگیر

جس کو ان کا قرب حاصل ہوگیا
جیتے جی جنت میں داخل ہوگیا

درحقیقت وہ کسی قابل نہیں
اپنی نظروں میں جو قابل ہوگیا

میں بہادر مان جاؤں گا تجھے
نفس کا جس دن تُو قاتل ہوگیا

دارِ فانی میں بھلا رکھا ہے کیا
کس لئے عقبیٰ سے غافل ہوگیا

علم اُس عالم کا عالمگیر ہے
شیخ کے آگے جو جاہل ہوگیا

مجھ پہ اپنی اصلیت کھل جائے گی
آئینہ جس دن مقابل ہوگیا

CamScanner

آرزو کیا چیز ہے

دوستوں کو چھوڑ دوں نفسِ عدو کیا چیز ہے
ان کے حکموں کے مقابل آرزو کیا چیز ہے

آج بھی عشاق ایسے ہیں کہ ان کی راہ میں
سر کٹا دیتے ہیں ارماں کا لہو کیا چیز ہے

دل کی سب ناپاکیوں کو پاک کردیتا ہے یہ
کوئی کیا جانے نگاہوں کا وضو کیا چیز ہے

ان کی آنکھوں سے پیئے بیٹھا ہوں میرے سامنے
جام کی کیا ہے حقیقت اور سبو کیا چیز ہے

بات جب ہے روزِ محشر آدمی ہو کامیاب
عارضی دنیا میں ہونا سرخرو کیا چیز ہے

انبیاءؑ کا اور صحابہ کا جہاں بہتا ہے خوں
اے اثرؔ اس راستے میں ایک تُو کیا چیز ہے

آخرت کی فکر

وہ جس کو آخرت کی فکر دامن گیر ہوتی ہے
یہ دنیا خود ہی اس کے پاؤں کی زنجیر ہوتی ہے

جوان کی راہ میں سہہ سہہ کے غم ویران ہو جائے
تو لطفِ خاص سے اس قلب کی تعمیر ہوتی ہے

مسافر ہوگیا گر راہ کی رنگینیوں میں گم
تو منزل تک رسائی میں بڑی تاخیر ہوتی ہے

کہیں پر خواہشِ بندہ کہیں پر مرضیِ مولیٰ
کہیں تدبیر ہوتی ہے کہیں تقدیر ہوتی ہے

یہی تو روح کی بیماریوں کا ہے علاج آخر
کہ خاکِ پائے اہلِ دل بڑی اکسیر ہوتی ہے

یہیں پر جلوہ فرما ہیں طبیبِ حاذقِ باطن
یہیں تسکینِ طفل و نوجوان و پیر ہوتی ہے

نظاروں میں تصور میں بسی ہے بس وہی صورت
نظر سے قلب تک بس ایک ہی تصویر ہوتی ہے

نہیں محتاج ہیں لفظ و بیاں کے اہل دل اے دوست
نگاہِ بے زباں سے بھی عجب تقریر ہوتی ہے

میں کیوں منت کشِ احسانِ قرطاس وقلم ہوں جب
فغانِ شیخ لوحِ قلب پر تحریر ہوتی ہے

بالآخر طائرانِ عقل نے بھی کرلیا تسلیم
کہ پروازِ جنوں ناقابلِ تسخیر ہوتی ہے

بعجلت چاہتے ہیں ہم اثر دنیا کا ہر ہر کام
بس اک اصلاحِ باطن ہے جہاں تاخیر ہوتی ہے

اصل آبادی

اصل آبادی تو ویرانوں میں ہے فہم اس کا صرف دیوانوں میں ہے
دارِ فانی میزبانِ عارضی اور انساں اس کے مہمانوں میں ہے
کیا سکونِ دل نہیں ہے ذکر میں کیا پریشانی کا حل گانوں میں ہے
کشتیِ دل جب ہی طوفانوں میں ہے غیر کی جانب ہوا ہے اس کا رخ
پھر عمارت حسن کی ڈھا دی گئی زلزلہ پھر دل کے ایوانوں میں ہے
جان سے انجان کر ڈالا مجھے جانے کیا ان سوختہ جانوں میں ہے
وہ کہاں نوٹوں کے گِننے میں بھلا کیف جو تسبیح کے دانوں میں ہے
اصل میں وہ لوگ دانشمند ہیں جن کا منہ اپنے گریبانوں میں ہے
بے خبر جو عاقبت سے ہوگئے
کیا اثر بھی ایسے نادانوں میں ہے

☆☆☆☆

فنائیت حسن

دل نہ بہلا حسین لاشوں سے
کر نہ برباد دین لاشوں سے
نفسِ نادان کچھ تو عبرت لے
جا کے زیرِ زمین لاشوں سے

تجدیدِ راہِ طریقت

محنت نہیں رہی وہ مشقت نہیں رہی
دشوار اب تو راہِ طریقت نہیں رہی

اب قلت طعام کی طاقت نہیں رہی
اور قلت کلام کی شدت نہیں رہی

سونا گناہ کرنے سے بہتر ہے دوستو
یوں قلت منام کی حاجت نہیں رہی

ارشاد یہ مجددِ عہدِ رواں کا ہے
لوگوں میں اب وہ قوت و ہمت نہیں رہی

لیکن عجیب بات کہ ذکرِ خدا میں اب
ہم میں تمیز منفی و مثبت نہیں رہی

جس کو بھی دیکھو ذکر و نوافل میں ہے مگن
مقصود تھی جو اصل عبادت نہیں رہی

راتوں کو جاگنے کا تو معمول بن گیا
دن میں مگر نظر کی حفاظت نہیں رہی

تھامیں غلافِ کعبہ تو ہو جائیں اشکبار
پر دل میں کعبے والے کی عظمت نہیں رہی

الفاظ سے تو نعت کی محفل سجائیں گے
اعمال میں نبی ﷺ کی اطاعت نہیں رہی

بعد از طعام سب کی زباں پر تو شکر ہے
پر دل میں یادِ خالقِ نعمت نہیں رہی

ہے اس مرض کا دوستو بس ایک ہی سبب
دراصل اہلِ عشق کی صحبت نہیں رہی

☆☆☆☆

قطعہ

آدمی جب گناہ کرتا ہے
اپنے دل کو سیاہ کرتا ہے
دارِ فانی کے عیش کی خاطر
اپنی عقبیٰ تباہ کرتا ہے

امانت میں خیانت

گناہوں کی جسارت کر رہے ہو
آخر کیسی حماقت کر رہے ہو

بتوں سے بھی بنا رکھی ہے تم نے
خدا کی بھی عبادت کر رہے ہو

یہ جسم و جاں امانت ہیں خدا کی
امانت میں خیانت کر رہے ہو

سبھی کو مر کے جب ہونا ہے لاشئے
تو کیوں لاشوں کی رغبت کر رہے ہو

آخر اپنا عمل بھی تم نے دیکھا
زمانے کو نصیحت کر رہے ہو

☆☆☆☆

خوشی سے خواہشاتِ نفس کو پامال کرتے ہیں
ہم ان کے راستے کے غم کا استقبال کرتے ہیں

روحانی بیوٹی پارلر

اہلِ تقویٰ کی صورت بنا لیجئے نورِ سنت سے چہرہ سجا لیجئے
روزِ محشر شفاعت سے محروم ہوں اپنی مونچھیں نہ اتنی بڑھا لیجئے
بال سر پر نہ انگریزی رکھئے جناب اس کو سنت سمجھ کر کٹا لیجئے
ٹخنے ڈھکنا گناہِ کبیرہ ہے جی اپنی شلوار اوپر اٹھا لیجئے
ہو اگر غیر محرم مقابل کوئی اپنی نظروں کو فوراً جھکا لیجئے
اپنے کانوں سے گانے نہ سنیئے کبھی ان کو قہرِ خدا سے بچا لیجئے
اپنے قابو میں رکھئے خود اپنی زباں اس سے مت کام بے فائدہ لیجئے
اشک جاری نہیں ہوں اگر آنکھ سے رونے والوں کی صورت بنا لیجئے
پڑھ کے دو رکعتیں آپ حاجات کی اپنے مولیٰ کو رو کر منا لیجئے

جن کی رحمت کے ہیں آپ امیدوار
ان کے پیاروں کی صورت بنا لیجئے

☆☆☆☆

نکل نہ پائے گا وہ حسرتوں کی وادی سے
جو کام لیتا نہیں قوتِ ارادی سے

مزہ آجائے

غیب سے پردہ اٹھا دے تو مزہ آجائے
تو اگر جلوہ دکھا دے تو مزہ آجائے

عقل کی راہ سے دشوار ہے پانا تجھ کو
دل کو دیوانہ بنا دے تو مزہ آجائے

ہم مثالوں سے سمجھ سکتے نہیں دل کی مٹھاس
پھل محبت کا چکھا دے تو مزہ آجائے

ان کی راہوں میں نگاہیں تو ہوئیں فرشِ راہ
اپنے دل کو بھی بچھا دے تو مزہ آجائے

عقل کے نور کا مشکور مگر خالقِ طور
عشق کی آگ لگا دے تو مزہ آجائے

ہے مریضانِ محبت کا مرض استسقاء
یہ مرض اور بڑھا دے تو مزہ آجائے

ساری دنیا کے مزے تلخ ہیں اک تیرے بغیر
تو اگر دل کو مزہ دے تو مزہ آجائے

توبہ کا مرہم

مرے دل میں جب ان کا غم نہ ہوگا
وہ دن کیا لائقِ ماتم نہ ہوگا

گناہوں کے تقاضوں پر عمل سے
گناہوں کا تقاضا کم نہ ہوگا

ہوائے نفس نے پائی ہوا تو
چراغِ معصیت مدھم نہ ہوگا

بڑھے گا اس قدر زخمِ معاصی
اثر توبہ کا پھر مرہم نہ ہوگا

پھر ایسا وقت بھی آئے گا اک دن
صدورِ معصیت پر غم نہ ہوگا

حرم والا شناسا ہوگا اس کا
کہ جس کے دل میں نا محرم نہ ہوگا

اثر اس وقت کیا توبہ کرو گے
کہ جب نفسِ لعیں میں دم نہ ہوگا

اثر پھر کس طرح آئے گا آہوں میں

آثرؔ مشغول ہیں جب ہم گناہوں میں
اثر پھر کس طرح آئے گا آہوں میں

وظائف بڑھ رہے ہیں روز و شب بیشک
کمی ہوتی نہیں لیکن گناہوں میں

نمازِ فجر میں ہوتے نہیں اکثر
بہت سے لوگ تو ہیں عید گاہوں میں

نہیں ہے خرچ تو راہِ خدا میں بس
ہیں اخراجات تو شادی بیاہوں میں

مرے دل میں نہیں تیرے سوا کوئی
مرا دل خود بھی شامل ہے گواہوں میں

☆☆☆☆

آثرؔ تم اس طرح خود کو سعادت مند کرلینا
حسیں جب سامنے آئیں تو آنکھیں بند کرلینا

تارِ منفی و مثبت

زندگی کا لطف سچ پوچھو تو بس سنت میں ہے
ایسا لگتا ہے کہ جیسے آدمی جنت میں ہے

وہ کہاں لاکھوں برس کی بے ریا طاعت میں ہے
فائدہ جو اہلِ دل کی دو گھڑی صحبت میں ہے

آپ جس حالت میں خوش ہیں اے مرے ربِّ کریم
آپ سے خوش آپ کا بندہ اسی حالت میں ہے

ایک جانب خواہشات اور اک طرف خوفِ خدا
بجلیِ ایمان تارِ منفی و مثبت میں ہے

پھر حصولِ زر کی خاطر کیوں میں سرگرداں پھروں
وہ مجھے مل کر رہے گا جو مری قسمت میں ہے

اے خدا میری بھی فرما دیجئے اصلاحِ نفس
آپ قادر ہیں ہر اک شئے آپ کی قدرت میں ہے

اک معمہ ہے اخترؔ سارے زمانے کے لئے
جیسا صورت میں ہے کیا ویسا ہی وہ سیرت میں ہے

خالقِ دل کی نظر

زیست کی کشتی کا رخ عقبیٰ کے ساحل کی طرف
بڑھ رہا ہے ہر مسافر اپنی منزل کی طرف

بھول جاتا ہے خدا کو یاد کرنا آدمی
رزق پہنچاتا ہے وہ پھر بھی تو غافل کی طرف

خلوتوں میں ایسی پائی لذتِ راز و نیاز
اب قدم اٹھتے نہیں یاروں کی محفل کی طرف

سیکڑوں عقلی دلائل بے اثر نادان پر
اک اشارہ بھی بہت ہوتا ہے عاقل کی طرف

اپنی آنکھوں کے نصیبے پر مجھے آتا ہے رشک
دیکھتا ہوں اک نظر جب شیخِ کامل کی طرف

اہلِ دل کے دل سے ہو جاتا ہے دل کا رابطہ
خالقِ دل کی نظر ہوتی ہے جب دل کی طرف

تلملاتے ہی رہو گے زندگی بھر تم اثرؔ
بھول کر بھی دیکھنا مت اب کسی تل کی طرف

ذرا سوچ سمجھ کر

اے دوست قدم اپنے بڑھا سوچ سمجھ کر
یہ راہِ محبت ہے ذرا سوچ سمجھ کر
پہنی ہے شریعت کی قبا سوچ سمجھ کر
اوڑھی ہے طریقت کی ردا سوچ سمجھ کر
رہنے کا اندھیرے میں مجھے شوق نہیں ہے
طوفان میں رکھا ہے دیا سوچ سمجھ کر
انگلی نہ اٹھے خضر سی صورت پہ کسی کی
اے دوست نگاہوں کو اٹھا سوچ سمجھ کر
پائے گا نمو اس سے مرے عجز کا پودا
مٹی میں ملائی ہے انا سوچ سمجھ کر
عشاق تو رہتے ہیں صدا زندہ و جاوید
تجویز کرو میری سزا سوچ سمجھ کر
ہے صحتِ روحانی اسی شخص کو حاصل
جو نفس کو دیتا ہے غذا سوچ سمجھ کر
پچھتائے گا تو عہدِ ضعیفی میں وگرنہ
کر اپنی جوانی کو فدا سوچ سمجھ کر
پنہاں ہے تری ذات میں خود منزلِ مقصود
ہاتھوں میں ترے ہاتھ دیا سوچ سمجھ کر
دنیا نے کسی سے بھی وفاداری نہیں کی
دنیا سے آخر دل کو لگا سوچ سمجھ کر

☆☆☆☆

عشق کا اظہار

مزین نورِ سنت سے اگر رخسار ہوجائے
نہاں جو عشق ہے اس عشق کا اظہار ہوجائے
نبی ﷺ کے نام لیوا بے عمل ہیں مستحقِ دار
گرونانک کا پیرو کیوں نہ پھر سردار ہوجائے

لطفِ زندگی

مجاہدات کی بھٹی سے جو گزرتا ہے
تو مثلِ کیمیا دراصل وہ نکھرتا ہے

اسی کو اصل میں ہے لطفِ زندگی حاصل
جو ایک ذاتِ حیات آفریں پہ مرتا ہے

تو شہرِ عشق پہ ہوتا ہے زلزلہ طاری
دیارِ حسن نگاہوں سے جب گزرتا ہے

جو سوچتے ہیں فقط سوچتے ہی رہتے ہیں
جو کرنے والا ہے ہر کام کر گزرتا ہے

یہ بحرِ عشق ہے گہرائیوں سے مت گھبرا
جو اس میں ڈوبتا ہے بس وہی ابھرتا ہے

وہ مطمئن نہیں سونے کی وادیوں پر بھی
بشر کا قبر کی مٹی سے پیٹ بھرتا ہے

نظر میں جس کی سمائی ہو ایک ذاتِ قدیم
تغیراتِ زمانہ سے کب وہ ڈرتا ہے

جو آنکھ والے ہیں پہچانتے ہیں اُن کا مقام
یہ سچ ہے جوہری ہیرے کی قدر کرتا ہے

ہزار سنگِ ملامت کے باوجود اثر
جو چلنے والا ہے رستے میں کب ٹھہرتا ہے

☆☆☆☆

عشقِ فانی

تو عشقِ فانی جو کر رہا ہے جہاں میں کوئی بشر رہا ہے
تو راہرو ہے گزر رہا ہے یہ تیرا رستہ ہے گھر نہیں ہے
تو خوابِ غفلت میں سو رہا ہے جو سو رہا ہے وہ کھو رہا ہے
جہاں میں یہ شور ہو رہا ہے کہ اب بھی تیری سحر نہیں ہے

قربِ الٰہی

روح جب قربِ الٰہی پائے گی
زندگی میں زندگی آجائے گی

آدمی شاہیں صفت ہوجائے گا
کرگسی خود اپنے پر سمٹائے گی

گلشنِ دل میں تب آئے گی بہار
خواہشوں کی جب کلی مرجھائے گی

سنتوں کی بارشیں کر دیجئے
بدعتوں کی گندگی دُھل جائے گی

عشق میں خود کو جلا دے اے آثرؔ
رنگ تب تیری محبت لائے گی

☆☆☆☆

جو سکونِ دل ڈھونڈے آہ نارِ شہوت میں
ایسا شخص رہتا ہے احمقوں کی جنت میں

شعرائے دنیا کی غزل خوانی

وہ کہاں شعرائے دنیا کی غزل خوانی میں ہے
جو سُرورِ بندگی آیاتِ قرآنی میں ہے

بے سبب تُو مبتلا اے دل پریشانی میں ہے
حلوۂ ایمان مضمر سیلِ عریانی میں ہے

یہ حقیقت ہے کہ اہلِ دل ہیں اور اللہ میں
ایسا ناطہ ہے کہ جیسا مچھلی و پانی میں ہے

پہلوانِ خواہشاتِ نفس کو چت کر سکے
اتنی قوت بھی نہیں کیا جوشِ ایمانی میں ہے

پھر رہا ہے جب پری چہروں کے چکر میں تو پھر
کیا عجب ہے دل اگر تیرا پریشانی میں ہے

دائمی ذلت کو بھی پیشِ نظر رکھے کوئی
عارضی لذت تو بے شک کارِ شیطانی میں ہے

فقرِ بوذرؓ کیوں نہیں ہے مشعلِ راہِ حیات
کامیابی کیا فقط زر کی فراوانی میں ہے

CamScanner

جا کے پوچھے کوئی نیشاپور کے درویش سے
آخرش کیا فرق ہے جو فقر و سلطانی میں ہے

چند دن رہنا پڑے دریائے اہلِ دل سے دور
پھر پتہ چل جائے گا تُو کس قدر پانی میں ہے

دل میں غیروں کا گزر یہ کیسے ممکن ہے آثر
دل زہے قسمت کہ اہلِ دل کی نگرانی میں ہے

☆☆☆☆

کنٹرول

پائیں جواہرات کو کنکر کے مول میں
رکھیں اگر نگاہ کو ہم کنٹرول میں
آنکھوں کے ترازو کو خدا دیکھ رہا ہے
ہرگز کمی نہ کیجے کبھی ناپ تول میں

دو چار دن کی بات ہے

کوٹھی بنگلے بہتریں دو چار دن کی بات ہے
کیا مکاں کیسے مکیں دو چار دن کی بات ہے

ایک دن آ کر خزاں ویران کردے گی چمن
سرو سنبل یاسمیں دو چار دن کی بات ہے

آج تک کوئی نہیں جو موت میں کرتا ہو شک
زندگانی بالیقیں دو چار دن کی بات ہے

ایک دن یہ صورتیں تبدیل ہوں گی بالیقیں
لاکھ کہلاؤ حسیں دو چار دن کی بات ہے

اے کسانِ سست اٹھ کھیتی لگا سبزہ اگا
پاس تیرے یہ زمیں دو چار دن کی بات ہے

میں نے مانا ہے مشقت راہِ حق میں پر آخر
کچھ زیادہ تو نہیں دو چار دن کی بات ہے

CamScanner

وقفہ اذان ونماز

دارِفانی کہ رہگزر ہے دوست
آخرت ہی ہمارا گھر ہے دوست

ہم کو لاحق ہے فکرِ مستقبل
جبکہ پل کی نہیں خبر ہے دوست

جس طرح وقفہ اذان و نماز
زندگی اتنی مختصر ہے دوست

رشک کرتا ہے آسماں مجھ پر
ان کے قدموں پہ میرا سر ہے دوست

وہ ہیں اور اُن کا لطفِ بے پایاں
میں ہوں اور میری چشمِ تر ہے دوست

تجھ کو اک دن ہلاک کر دے گا
نفس دشمن ترا اگر ہے دوست

اس طرف بھی تو کوئی نادم ہو
اُس طرف سے تو درگزر ہے دوست

CamScanner

صدقِ طلب کا اعجاز

دیکھ نسبت کو معاصی سے تُو کمزور نہ کر
آگ ہرگز نہ جلا نخلِ ثمر بار کے پاس

وہ جو اعمال سے ہر لحظہ ہو سنت کے قریب
درحقیقت ہے وہی روضۂ سرکار کے پاس

دل میں لاشیں بھی رہیں اور خدا بھی مہماں
کہیں ہوتی ہے ضیافت کسی مردار کے پاس

رشک کرتے ہیں سلاطین مری قسمت پر
آ گیا ہوں میں شہنشاہ کے دربار کے پاس

یوں بھی ہوتا ہے کبھی صدقِ طلب کا اعجاز
خود ہی منزل چلی آتی ہے طلبگار کے پاس

کس لئے ہم کھنچے جاتے ہیں معاصی کی طرف
اہلِ گلشن تو نہیں جاتے کبھی خار کے پاس

توشۂ اشکِ ندامت ہے اخترؔ کے ہمراہ
کچھ نہیں اور سیہ کار خطاکار کے پاس

CamScanner

اہلِ تقویٰ کی طرف کیوں نہ ہو ابلیس کا رخ
چور تو آتا نہیں مفلس و نادار کے پاس

نا خدائے رہِ مولیٰ سے اگر ہو دوری
کشتیِ تقویٰ چلی آتی ہے منجدھار کے پاس

خانۂ دل سے اثرِ غیر کے ملبے کو ہٹا
گندگی اچھی نہیں لگتی ہے گھر بار کے پاس

☆☆☆☆

سربلندی

روح کی قسمت میں خوشحالی نہیں
قلب گر اغیار سے خالی نہیں
سر بلندی روح کو مطلوب ہے
نفس کو منظور پامالی نہیں

خورشیدِ قربِ خاص

جو میرا قال ہے وہ میرا حال ہوجائے
خدا کے قرب سے دل مالا مال ہوجائے

اسی میں ہوتا ہے خورشیدِ قربِ خاص طلوع
وہ دل جو خونِ تمنا سے لال ہوجائے

خدائے پاک سے ایسا قوی تعلق ہو
کہ ارتکابِ معاصی محال ہوجائے

حیاتِ فانی کو کر نذرِ لامثال لہٰ
کہ کائنات میں قائم مثال ہوجائے

یہی دلیل ہے اس میں کوئی کمال نہیں
بزعمِ خود جو کوئی باکمال ہوجائے

ہم اس عروج پہ مرتے ہیں دارِ فانی کے
کہ جس کو چند دنوں میں زوال ہو جائے

رہِ جنوں میں قدم رکھ دیا اثر نے بھی
خدانخواستہ کیوں اعتدال ہوجائے

سنت کی روشنی

سنت کی روشنی کو کیا ہم نے فراموش
اور اپنے لئے فسق کا اندھیر لیا ہے

ہم لوگ ہوئے اسوۂ حسنہ سے بہت دور
جب ہی ہمیں آفات نے یوں گھیر لیا ہے

جب آئے بڑی مونچھ منڈی داڑھیوں والے
سرکارﷺ نے اس سمت سے رخ پھیر لیا ہے

☆☆☆☆

میری آہ و فغاں یوں بے اثر ہو جائے مشکل ہے
مرے اشکِ ندامت میں جگر کا خون شامل ہے

تقویٰ کی عمارت

اثر جب مہرباں انساں پہ قسمت ہونے لگتی ہے
کسی اللہ والے سے محبت ہونے لگتی ہے

نظر پر جب خدا کی نظرِ رحمت ہونے لگتی ہے
تو بن چاہے بھی نظروں کی حفاظت ہونے لگتی ہے

صدورِ معصیت تو درکنار اہلِ محبت کو
معاصی کے تصور سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے

وہیں ابلیس رکھ دیتا ہے بم لطفِ معاصی کا
جہاں تعمیر تقویٰ کی عمارت ہونے لگتی ہے

وہ جس کے دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا باغ لگ جائے
تو اس کے رخ پہ بھی تزئینِ سنت ہونے لگتی ہے

رہوں بیدار تو میرے تصور میں وہ رہتے ہیں
جو سوجاؤں تو خوابوں میں زیارت ہونے لگتی ہے

چمک اٹھتا ہے وہ ذرہ مہ و خورشید کی مانند
کہ جس پر شیخ کی نظرِ عنایت ہونے لگتی ہے

محبت صرف مرشد سے نہیں ہے، مجھ کو مرشد سے
محبت کرنے والوں سے محبت ہونے لگتی ہے

زوالِ حُسن

حسن کو جب زوال ہوتا ہے
عشق کا انتقال ہوتا ہے

جو بھی مرتا ہے مرنے والوں پر
اس کا جینا محال ہوتا ہے

خواہشِ نفس ہے وہ شے جس کا
خون کرنا حلال ہوتا ہے

کھانا پڑتی ہے اس کو گالی بھی
جو پرستارِ گال ہوتا ہے

روح ہوتی ہے سربلند جبھی
نفس جب پائمال ہوتا ہے

جس کے سر پر آشر ہو فکرِ مآل
اس کے قدموں میں مال ہوتا ہے

اشکِ ندامت

بھلا اشکِ ندامت عرش پر کب پائے جاتے ہیں
یہ ایسے موتی ہیں جو فرش سے منگوائے جاتے ہیں

سرورِ منزلِ مولیٰ وہی بس پائے جاتے ہیں
جو اپنے نفس کی دیوار کو خود ڈھائے جاتے ہیں

کوئی کب سرنگوں کرتا ہے آخر اپنے جھنڈے کو
جبھی سنت کا پرچم رخ پہ ہم لہرائے جاتے ہیں

رعایا فوج خدام و محل مونس ہیں دنیا تک
کہ سب تنہا ہی اپنی قبر میں دفنائے جاتے ہیں

تقاضائے وفاداری ہمیں مجبور کرتا ہے
کہ جس کا رزق کھاتے ہیں اُسی کی گائے جاتے ہیں

معاصی کے اندھیروں میں نہ ہو توفیقِ توبہ گم
کہ تاحدِ نظر ان غفلتوں کے سائے جاتے ہیں

نہ آیا ارتکابِ معصیت میں جب حجاب ان کو
اثرؔ پھر توبہ کرنے میں وہ کیوں شرمائے جاتے ہیں

صحبتِ اہلِ نظر

مہرباں بندے پہ جس دم حق تعالیٰ ہوگیا
دیکھتے ہی دیکھتے اللہ والا ہوگیا

شیخ سے جس کا تعلق ڈھیلا ڈھالا ہوگیا
نفس و شیطاں کے لیے وہ ترنوالہ ہوگیا

ہے تدارک کوئی محرومی قربِ خاص کا
لاکھ توبہ سے گناہوں کا ازالہ ہوگیا

دوسروں کی جوتیوں کی میں حفاظت میں لگا
بس اسی دوران گم میرا دوشالہ ہوگیا

چھٹ گئیں مایوسیاں نالائقی کے باوجود
آپ کی شانِ کریمی سے جو پالا ہوگیا

ہم فقیروں کو بھلا کشکول کا کیا احتیاج
دونوں ہاتھوں کو ملایا اور پیالہ ہوگیا

میں بھی ہوتا شائقِ حسنِ بتاں لیکن اثرؔ
صحبتِ اہلِ نظر سے ذوق اعلیٰ ہوگیا

کافر مسلماں ہوگیا

حسن کا جغرافیہ بدلا تو حیراں ہوگیا
''سرخ کافر تھا جو بچپن میں مسلماں ہوگیا''

وقت کی آندھی اڑا کر لے گئی کلیوں کا حسن
جو کبھی رشکِ چمن تھا اب بیاباں ہوگیا

چڑھتے سورج کے پجاری ہوگئے کیونکر فرار
کیا ہوا شہرِ نگاراں کیسے ویراں ہوگیا

اب نگاہِ شوق ہی اٹھتی نہیں ہے اس طرف
پرچۂ غضِ بصر صد شکر آساں ہوگیا

کل تلک جو نوکِ مژگاں پر دیا کرتے تھے جاں
آج جب مونچھوں کو دیکھا تو ہراساں ہوگیا

عقل آئی حسنِ فانی کا جنازہ دیکھ کر
جو پرستارِ بتاں تھا اہلِ ایماں ہوگیا

کمسنی میں جس کی خاطر رہتے تھے نالہ کناں
عہدِ پیری میں اسے دیکھا تو نالاں ہوگیا

مطلع کا مصرعِ ثانی حضرتِ اقدس نور اللہ مرقدہ کا ہے

جان دی جس نے خدا پر پالیا اس نے سکوں
دل دیا جس نے پری کو وہ پریشاں ہوگیا

ڈھل گئی صبحِ بہاراں چھاگئی فصلِ خزاں
رشکِ گل نازِ چمن خارِ مغیلاں ہوگیا

اے آثرؔ اس ظلم پر ہے خون رونے کا مقام
غازیِ اسلام اک کافر پہ قرباں ہوگیا

☆☆☆☆

علاج

روشنی گر نظر نہیں آتی
اس پہ ہرگز نہ احتجاج کرو

چاند کو مت برا کہو یارو
اپنی آنکھوں کا تم علاج کرو

تاثیرآہ کی

تحریک اصل میں ہے یہی خانقاہ کی
باقی رہے نہ کوئی بھی عادت گناہ کی

دیکھیں پھر اپنی آنکھ سے تاثیر آہ کی
با باہ کی نکال دیں اور جیم جاہ کی

غضِ بصر پہ نفس نے جب آہ آہ کی
فوراً صدائے روح اٹھی واہ واہ کی

طاقت بروئے کار نہ لائے تو کیا علاج
طاقت تو ہر بشر میں ہے ترک گناہ کی

آیا ہے کون غیرت خورشید قلب میں
کیوں ماند پڑ گئی ہے چمک مہر و ماہ کی

بندے کو چاہیئے کہ خدا پر نظر کرے
آ جائے کوئی چیز اگر اشتباہ کی

اُس رشکِ آفتاب نے ڈالی جو اک نظر
حالت بدل گئی مرے قلب سیاہ کی

ایسا لگا فراق میں صدیاں گزر گئیں
کہنے کو تھی جدائی فقط ایک ماہ کی

آخر کوئی مٹھاس تو صرفِ نظر میں ہے
تکلیف ہم اٹھاتے نہیں خوامخواہ کی

☆☆☆☆

محبت کا سمندر

مزہ جان دینے میں آتا ہے کیسے
کوئی ان کے قدموں پہ مر کے تو دیکھے

محبت کا ہے کتنا گہرا سمندر
ذرا کوئی اس میں اتر کے تو دیکھے

دنیائے فانی

رہا محروم وہ دونوں جہاں کی شادمانی سے
وہ جس نے دل لگایا عشرتِ دنیائے فانی سے

گناہوں سے گناہوں کا تقاضا کم نہیں ہوتا
یہ سچ ہے آگ بجھ سکتی نہیں نمکین پانی سے

مرا خالق مرا مالک اثرؔ ناراض جس سے ہو
مری توبہ مری توبہ ہے ایسی شادمانی سے

بجھانا آتشِ دوزخ کا آساں تو نہیں لیکن
سنو یہ آگ بجھ سکتی ہے بس آنکھوں کے پانی سے

کوئی جانِ سخن میرے تخیل میں سمایا ہے
جبھی اشعار وارد ہو رہے ہیں اس روانی سے

اثرؔ تو کچھ نہیں لیکن اثر کے شعر کہتے ہیں
اثرؔ کا بھی تعلق ہے کسی رومیِ ثانی سے

ابھی مت پوچھئے

کیسی بندش آنکھ پر ہے یہ ابھی مت پوچھئے
کس لئے نیچی نظر ہے یہ ابھی مت پوچھئے

اصل آنکھیں تو کھلیں گی قبر میں جانے کے بعد
کون اصلی دیدہ ور ہے یہ ابھی مت پوچھئے

حسن کا جغرافیہ بدلے تو پھر معلوم ہو
عشق کتنا معتبر ہے یہ ابھی مت پوچھئے

روزِ محشر کی طوالت سے پتہ چل جائے گا
زیست کتنی مختصر ہے یہ ابھی مت پوچھئے

ملنے دیجئے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں
محنتوں کا کیا ثمر ہے یہ ابھی مت پوچھئے

روزِ محشر خالقِ زر خوش ہو گر تو ہے ظفر
پاس کتنا مال و زر ہے یہ ابھی مت پوچھئے

خود کھلے گا صاحبِ تاثیر ہو جانے کے بعد
صحبتوں کا کیا اثر ہے یہ ابھی مت پوچھئے

معرکے میں نفس کے لیجے آثر کا امتحاں
لومڑی یا شیر نر ہے یہ ابھی مت پوچھئے

CamScanner

موتی کی غذا کیوں نہیں لیتے

ایماں کی حلاوت کا مزہ کیوں نہیں لیتے
سڑکوں پہ نگاہوں کو جھکا کیوں نہیں لیتے

لو اپنے چراغوں کی بڑھاؤ گے کہاں تک
خورشید ہی سے آنکھ ملا کیوں نہیں لیتے

کوّے تو نہیں ہو کہ ہو مرغوب غلاظت
تم ہنس ہو موتی کی غذا کیوں نہیں لیتے

کرتے ہو معاصی کے مرض کو نظر انداز
روحانی طبیبوں سے دوا کیوں نہیں لیتے

اب آتشِ الفت کی درآمد بھی کہاں تک
یہ آگ ہی سینے میں لگا کیوں نہیں لیتے

ہر بیکس و مجبور کی کرتے ہو خوشامد
اک صاحبِ قدرت کو منا کیوں نہیں لیتے

ہیں داغ جو عصیاں کے اثر دامنِ دل پر
اشکوں کے سمندر میں نہا کیوں نہیں لیتے

CamScanner

کیفِ احسانی

رابطہ کم ہوگا جتنا عالمِ فانی کے ساتھ
روح نکلے گی آخر اتنی ہی آسانی کے ساتھ

گو پریشانی تو ہے اس سیلِ عریانی کے ساتھ
حلوۂ ایمان بھی تو ہے فراوانی کے ساتھ

حبِ دنیا دل میں ہو تو عشقِ مولیٰ ہے محال
آگ رہ سکتی نہیں ہرگز کبھی پانی کے ساتھ

کوئی صوبہ بھی بغاوت کر نہ پائے جسم کا
دل پہ بھی پہرہ ہو آنکھوں کی نگہبانی کے ساتھ

دوستی مطلوب ہے تو دشمنوں سے دور رہ
فضلِ رحمانی نہ ہوگا کارِ شیطانی کے ساتھ

زندگی بھر کی ریاضت کا اسے حاصل کہیں
ایک سجدہ بھی اگر ہو کیفِ احسانی کے ساتھ

خواہشاتِ نفس بھی قربان ہوں تو بات ہے
عیدالاضحیٰ پر آخر بکرے کی قربانی کے ساتھ

حکمتِ دینی و دنیاوی کا سنگم ہے یہاں
نفعِ جسمانی بھی ہوگا فیضِ روحانی کے ساتھ

خالقِ لذات جس سے خوش نہیں ہو دوستو
اس کی دنیا بے مزہ ہے مرغ و بریانی کے ساتھ

اس سے اہل اللہ کی عظمت پہ آجاتا ہے حرف
فعلِ شیطانی نہ کرنا شکلِ نورانی کے ساتھ

خود ہی ظاہر ہے اثر انگیزیِ اشعار سے
ہے اثرؔ کا بھی تعلق رومیِ ثانی کے ساتھ

اہلِ دل دریائے قربِ حق میں ایسے غرق ہیں
جیسے مچھلی کا تعلق ہے اثرؔ پانی کے ساتھ

☆☆☆☆

قرب کی لذت

سخن کا پھول ہے نخلِ ادب کے سائے میں
بڑا سکون ہے حسنِ طلب کے سائے میں

کرے بیان جو ناگفتنی بابانگِ دہل
تو اس کی فکر ہے تاریک شب کے سائے میں

پسند آتی نہیں پستیِ خیال مجھے
جواں ہوا ہوں میں اعلیٰ نسب کے سائے میں

بھلا میں اس سے کب انکار کر رہا ہوں دوست
مزہ تو ہے رہِ عیش و طرب کے سائے میں

مگر وہ دل کی تپش کا بھی حال بتلائے
جو جی رہا ہے خدا کے غضب کے سائے میں

میں ان کے قرب کی لذت کو کیا بیان کروں
عجیب کیف ہے نا دیدہ لب کے سائے میں

ابھرتے مہر کی ناقدریاں معاذاللہ
سو رہ نہ جاؤ اثر تم بھی دب کے سائے میں

حسد کی آگ

حسد کی آگ میں جس کو بھی جلتے دیکھا ہے
اسے تو میں نے فقط ہاتھ ملتے دیکھا ہے

میں کیا بتاؤں نئی روشنی کے کاندھوں پر
حیا کا میں نے جنازہ نکلتے دیکھا ہے

وہ جس کی آنکھ میں کوئی حسین بس جائے
تمام شب اُسے کروٹ بدلتے دیکھا ہے

کسی کا سوز مرا دل گداز کیوں نہ کرے
کہ میں نے آگ سے لوہا پگھلتے دیکھا ہے

اثر یہ رہ نہیں سکتی اثر بغیر کئے
کہ میں نے آہ کو دل سے نکلتے دیکھا ہے

☆☆☆☆

نظروں کو کئے چار یہ کیا دیکھ رہا ہے
کیا تجھ کو نہیں علم خدا دیکھ رہا ہے

تہجد کا نور

تمام شب کی تہجد کا نور ایک طرف
نظر بچانے کا لیکن سرور ایک طرف

مرے تمام خطا و قصور ایک طرف
عطا و رحمتِ ربِ غفور ایک طرف

نظر سے دور ہیں لیکن وہ دل میں رہتے ہیں
حجاب ایک طرف ہے ظہور ایک طرف

عطا ہو اہلِ جنوں کا مقامِ قرب تو پھر
تمام شعبۂ عقل و شعور ایک طرف

ہے یوں تو چارسُو نفرت کا آبِ خاک آلود
اثر ہے عشق کی مستی میں چور ایک طرف

اثر محبتِ اہل و عیال برحق ہے
مگر ہو عشقِ خدا و حضور ﷺ ایک طرف

غفلتِ روزِ جزا

وہ اپنی راہ میں جس کو قبول کرتے ہیں
تو اس کی راہ کے کانٹوں کو پھول کرتے ہیں

مجھے تو غفلتِ روزِ جزا پہ حیرت ہے
کہ اہلِ عقل کہیں ایسی بھول کرتے ہیں

ہمیں بھی چاہیئے راہوں میں ان کی بچھ جائیں
مقامِ قرب سے جب وہ نزول کرتے ہیں

دکھائی اُن کو نہیں دیتا کیا درِ توبہ
یہ لوگ خواہش عصمت فضول کرتے ہیں

وہ جن کے سامنے ہوتی ہے روح کی پرواز
وہ خواہشات کو پیروں کی دھول کرتے ہیں

☆☆☆☆

دنیا یہ سمجھتی ہے کہ دل ٹوٹ رہا ہے
دراصل یہ جنت کے مزے لوٹ رہا ہے

CamScanner

سوزِ اہلِ دل

ہے ایسا سوزِ اہلِ دل کہ جو بے ساز ہوتا ہے
زمیں کو آسماں سے ربطِ بے آواز ہوتا ہے

جنم لیتی ہے نافرمانیِ حق کی جہاں خواہش
وہیں قہرِ خدا کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے

خرد کے زعم میں اہلِ خرد یہ راز کیا جانیں
کہ مٹ جانا ہی اہلِ عشق کا اعزاز ہوتا ہے

عجب طرزِ سخن ہے جی نہیں بھرتا سماعت سے
مضامینِ کہن کا بھی نیا انداز ہوتا ہے

بتا دیتی ہیں رازِ دردِ پنہاں چشمِ بارِیدہ
کہ سیلِ اشک سوزِ قلب کا غماز ہوتا ہے

اگر خاموش رہتے ہیں تو پہچانے نہیں جاتے
اگر یہ آہ کرتے ہیں تو افشا راز ہوتا ہے

پروں میں گوند شہوت کا لگا دیتا ہے ظالم نفس
پرندہ روح کا جب مائلِ پرواز ہوتا ہے

اثرؔ شاہین بننا ہے تو خصلت چھوڑ کرگس کی
کہیں مردار کھانے والا بھی شہباز ہوتا ہے

سو فیصد وفاداری

بڑے محسن سے غداری کرے گا
اگر اغیار سے یاری کرے گا

یہاں بندوں کی پردہ پوشی کر لیں
خدا محشر میں ستاری کرے گا

کھلی ہے جس پہ دنیا کی حقیقت
وہی عقبیٰ کی تیاری کرے گا

نہ ہوگا بند تیرا فقر ہرگز
اگر اظہار ناداری کرے گا

وہ جس کے دل میں عشقِ حق سمائے
وہ اپنی جان بھی وازی کرے گا

سبھی اس دوست کو ترجیح دیں گے
جو سو فیصد وفاداری کرے گا

اسی دل کو ملے گا دردِ دل بھی
جو اہلِ دل کی دلداری کرے گا

لذتِ وصلِ دوام

جو اہلِ دل ہیں وہ یہ اہتمام کرتے ہیں　　حرام خوشیوں کو خود پر حرام کرتے ہیں
خدا کی راہ میں جو خار چبھ گیا ہو اُسے　　تمام پھول ادب سے سلام کرتے ہیں
عطا کیے ہیں جو ہم کو خوشی کے خالق نے　　ہم ان غموں کا بڑا احترام کرتے ہیں
کوئی خود غرضی نہ لائے تو اس کی محرومی　　وہ پانچ وقت تو دربارِ عام کرتے ہیں
فراقِ عارض و گیسوئے عارضی کے عوض　　حصولِ لذتِ وصلِ دوام کرتے ہیں
یہ ان کی خاص عنایت نہیں تو پھر کیا ہے　　کہ ہم بھی ان کی محبت کو عام کرتے ہیں
اس اعتبار سے خود بھی ہیں رشکِ گلشن وہ　　کہ پھول جھڑتے ہیں جب وہ کلام کرتے ہیں
شروع کر ہی دیا ہے جو معرفت کا سبق　　تو بابِ عصیاں کا ہم اختتام کرتے ہیں
ہے کوئی بندہ جو توبہ کرے گناہوں سے　　سحر کے وقت وہ ہم سے کلام کرتے ہیں
مشاہدہ انہیں ہوتا ہے حسنِ منزل کا　　مجاہدہ جو فقط چند گام کرتے ہیں
وہ مستحق ہیں اثرؔ تمغۂ شجاعت کے
ہوائے نفس کا جو قتلِ عام کرتے ہیں

☆☆☆☆

مستحق اب ہے بہادر وہی کہلانے کا
حوصلہ جس میں ہو ماحول سے ٹکرانے کا

CamScanner

نسبت کا موتی

جسے نسبت کا موتی حق تعالیٰ خود عطا کردے
نہ کیوں وہ معصیت کے کنکر و پتھر فدا کردے

یہ ایسی چیز ہے جو آسمانوں میں نہیں ملتی
جنابِ کبریا میں اشک کے موتی سجا کردے

ہمارے جسم تو آزاد ہیں یارب دعا یہ ہے
ہماری روح قیدِ نفس و شیطاں سے رہا کردے

اگر دارالبقا میں سرخروئی کی تمنا ہے
تو پیشِ شیخِ کامل اپنی ہستی کو فنا کردے

مرے معبود اجسامِ مسلمانانِ عالم کو
لباسِ سنتِ سرکار ﷺ سے آراستہ کردے

یہی فریاد ہے میری کہ مجھ میں اور گناہوں میں
مرے مالک زمین و آسماں کا فاصلہ کردے

اگر ہے عاشقِ سرور ﷺ تو پھر ماحول کا کیا ڈر
تُو داڑھی رکھ کے اظہارِ محبت برملا کردے

اثر وہ دونوں عالم کے فدا کرنے سے ملتے ہیں
اگر ان کی تمنا ہے تو یہ قیمت ادا کردے

CamScanner

بادبانِ غمِ تقویٰ

خواہشِ نفس نے طوفان اٹھا رکھا ہے
بادبانِ غمِ تقویٰ نے بچا رکھا ہے

خالقِ قلب بھلا قلب میں آئے کیسے
ہم نے جب قلب میں غیروں کو بسا رکھا ہے

تو نے اس شخص کو کیا دیکھا نہیں ہے جس نے
خواہشِ نفس کو معبود بنا رکھا ہے

بھولنے والا کبھی کیف نہیں پا سکتا
آپ کی یاد میں کچھ ایسا نشہ رکھا ہے

ایک مدت کی پریشانی چھپی ہے اس میں
چند لمحوں کا گناہوں میں مزہ رکھا ہے

آج کے دور میں ماحول سے ٹکر لینا
ایسا لگتا ہے کہ طوفاں میں دیا رکھا ہے

یہ سراسر ہے مرے پیر کا فیضانِ نظر
سر کے خنّاس کو پیروں میں دبا رکھا ہے

تابِ نظارہ نہیں ہوتا

اِس سمت کبھی تابِ نظارہ نہیں ہوتا
گر دوسری جانب سے اشارہ نہیں ہوتا
عاصی کیلئے کوئی بھی چارہ نہیں ہوتا
گر آپ کی رحمت کا سہارا نہیں ہوتا
اعمال بھی اُس شخص کے پیارے نہیں ہوتے
اللہ کے پیاروں کا جو پیارا نہیں ہوتا
ہم تھوڑے سے دیں پر تو کریں صبر وقناعت
ہاں تھوڑی سی دنیا پہ گزارا نہیں ہوتا
اب دوستی کا دوستو معیار یہی ہے
جو اُن کا نہیں ہوتا ہمارا نہیں ہوتا
آتا نہیں باطن میں کبھی نورِ ولایت
ظاہر کو جو سنت سے سنوارا نہیں ہوتا
تکیہ تو فقط ذاتِ خدا پر ہی روا ہے
غیروں کا سہارا تو سہارا نہیں ہوتا
ہم آسماں والے کا پتہ پوچھتے کس سے
روشن جو زمیں پر وہ ستارہ نہیں ہوتا
میں اُن کے سوا نام بھی لوں اور کسی کا
مجھ سے تو اثر یہ بھی گوارا نہیں ہوتا

☆☆☆☆

احمق

خدائے پاک کو ناراض کرنا
اثر آخر یہ تیرا طور کیا ہے

بڑی طاقت سے ٹکّر لینے والا
اگر احمق نہیں تو اور کیا ہے

عشقِ مجاز میں

جب مبتلا ہو آدمی عشقِ مجاز میں
پھر کیا عجب کہ دل نہیں لگتا نماز میں

مصروف ہے جو بندہ بظاہر نماز میں
مشغول ہے خدا سے وہ راز و نیاز میں

شہبازیت کے نام پہ دھبّہ ہے دوستو
کرگس کی خصلتیں ہیں اگر شاہباز میں

آواز میں گلے کی کہاں ہے اثرؔ وہ سوز
کیف و سرور و درد ہے جو دل کے ساز میں

گو جسم سے مقیم کراچی میں ہے ضرور
لیکن اثر کا دل ہے زمینِ حجاز میں

CS CamScanner

سوزِ عشق

یہ کیسی آہ و فغاں ہے کسی کو کیا معلوم	کہ سوزِ عشق نہاں ہے کسی کو کیا معلوم
ہوس کی دھند میں گم ہیں سراغ موسم کے	بہار ہے کہ خزاں ہے کسی کو کیا معلوم
یہ عاشقی جسے کہتے ہیں زندگی کچھ لوگ	یہی تو دشمن جاں ہے کسی کو کیا معلوم
وہ جس کے گھر کا زمانہ طواف کرتا ہے	دل اُس مکیں کا مکاں ہے کسی کو کیا معلوم
بظاہر اشک کے موتی تو خوبصورت ہیں	جگر سے خون رواں ہے کسی کو کیا معلوم
محبتوں میں غرض کے حصول سے آگے	عداوتوں کا کنواں ہے کسی کو کیا معلوم
یہاں پہ درد کی قیمت سوا ہے درماں سے	یہ اہلِ دل کا جہاں ہے کسی کو کیا معلوم
ہر ایک بات کا اظہار کیا ضروری ہے	نگاہ میں بھی زباں ہے کسی کو کیا معلوم

آثر کا جسم ہے دنیا میں سب ہی جانتے ہیں
آثر کی روح کہاں ہے کسی کو کیا معلوم

☆☆☆☆

نظر خراب نہ کر

تو میری مان لے اپنی نظر خراب نہ کر	چراغ دیکھ کے توہینِ آفتاب نہ کر
متاعِ زیست حسینوں سے انتساب نہ کر	تو مشتِ خاک پہ ضائع دُرِ شباب نہ کر
عبث پرانی عمارت پہ رنگ و روغن ہے	سفید بالوں پہ ہرگز سیہ خضاب نہ کر
ہے بے حجابی میں شرمندگی سرِ محشر	حجاب کرنے میں میری بہن حجاب نہ کر

میں کسی قابل نہیں

باوجودِ علم قربِ حق جسے حاصل نہیں
عالمِ منزل تو ہے وہ بالغِ منزل نہیں

دفترِ اہلِ محبت ہی میں وہ داخل نہیں
وہ جو اُن کے حلقۂ احباب میں شامل نہیں

مشعلِ عشق و جنوں نے مجھ کو دکھلائی ہے راہ
صد مبارک باد میں دانا نہیں عاقل نہیں

اہلِ دل کے دل سے تیرا دل ہے بددل کس قدر
دل یہ کہتا ہے ترے پہلو میں شائد دل نہیں

کس طرح دیکھے فنا فی اللہ کی منزل کا خواب
مرتبہ جس کو فنا فی الشیخ کا حاصل نہیں

ہم اگر مٹی کی شکلوں سے کریں صرفِ نظر
خالقِ لیلیٰ کا ملنا پھر کوئی مشکل نہیں

میری نظروں کو کرے خیرہ ستاروں کی چمک
کیا مرے پیشِ نظر حسنِ مہِ کامل نہیں

ناز اس پر ہے کسی مقبول سے منسوب ہوں
ورنہ میری کیا حقیقت میں کسی قابل نہیں

☆☆☆☆

حاصلِ بندگی

جس سے مجروح ہو اعتمادِ خواص
ایسی حرکت سرِ عام مت کیجئے

صورتِ خضر میں ارتکابِ گناہ
اے اثرؔ یہ غلط کام مت کیجئے

کم سے کم اپنے ظاہر کا رکھئے بھرم
گول ٹوپی کو بدنام مت کیجئے

حاصلِ بندگی اجتنابِ گناہ
کام یہ ہے بُرا کام مت کیجئے

طوفان لئے بیٹھے ہیں

دل میں جو عشق کا طوفان لئے بیٹھے ہیں
کوئی تو بات ہے ہونٹوں کو سیئے بیٹھے ہیں

ہم تو دو گھونٹ بھی پینے کو ترستے ہیں یہاں
آپ میخانے کا میخانہ لئے بیٹھے ہیں

بیوی بچوں کی جدائی پہ نہیں آتا قرار
دوریٔ رب پہ مگر صبر کئے بیٹھے ہیں

اپنے اعمالِ قبیحہ کا صلہ ہم کو ملا
ہم مگر اوروں کو الزام دیئے بیٹھے ہیں

تختۂ مشقِ ستم ہم جو بنے ہیں جگ میں
جرم یہ ہے کہ ترا نام لئے بیٹھے ہیں

جیتے جی مرنا کوئی اہلِ وفا سے سیکھے
خالقِ زیست پہ مرمر کے جیئے بیٹھے ہیں

نشۂ جام و سبو عارضی ہوتا ہے اثر
جب ہی ساقی کی نگاہوں سے پیئے بیٹھے ہیں

CamScanner

وعدہ کرو

نہ تم اس سے کچھ بھی زیادہ کرو
فقط شیخ سے استفادہ کرو

کروں گا نہ آزاد آنکھوں کو اب
تم اس عزم کا پھر اعادہ کرو

ارادہ نہ ہونا ہی کافی نہیں
نہیں دیکھنے کا ارادہ کرو

کروں گا نہ خلوت کو اپنی سیاہ
بھری بزم میں آج وعدہ کرو

نہیں ہے اگر دل میں خوفِ خدا
تو کچھ احترامِ لبادہ کرو

قدم سوئے منزل اٹھانا مگر
اثر پہلے تعینِ جادہ کرو

عہد شباب میں

قرباں ہوجا پیر پہ عہدِ شباب میں
کردے اضافہ عشق و محبت کے باب میں

گر شوق ہے تو بیٹھ کسی اہلِ دل کے پاس
ملتا نہیں یہ دردِ محبت کتاب میں

دوزخ سے قبل مجرم عشقِ مجاز کو
جلنا پڑے گا آتشِ دل کے عذاب میں

اس خالقِ بہشت کو ناراض جو کرے
گزرے نہ اس کی زندگی کیونکر عذاب میں

مڑ مڑ کے دیکھتے ہیں وہ پردیس کی طرف
وہ شہ سوار پاؤں ہیں جن کے رکاب میں

اہلِ خرد بھی ہوش گنوا بیٹھتے آثر
ہوتا نہ گر وہ حسن کا خالق حجاب میں

کھٹک

گناہ وہ ہے ترے دل کو جو کھٹک جائے
تو ارتکاب سے پہلے ذرا جھجک جائے

خیال ہو کہ کوئی دیکھ تو نہیں لے گا
کسی کی پاؤں کی آہٹ سے بھی ٹھٹک جائے

مجاہدات کی ہانڈی میں شے جو پک جائے
پھر اس کی خوشبو بھلا کیوں نہ دور تک جائے

چھپائی بوئے مئے عشق کب تلک جائے
سرورِ قلب نگاہوں سے گر چھلک جائے

بہارِ عشقِ حقیقی وہ پا نہیں سکتا
دیارِ عشقِ مجازی میں جو بھٹک جائے

مجاز کے خس و خاشاک کو جلا دے گی
یہ آگ عشقِ حقیقی کی گر بھڑک جائے

عقلمندی کا تقاضا

دل نہ پہلو سے نکلنے کی شکایت کرتے
کاش ہم لوگ نگاہوں کی حفاظت کرتے

بے وفائی کا گلہ سنگ سے کرنا ہے عبث
چین مقصود تھا تو عشقِ بتاں مت کرتے

نفس کی آفت و شر سے جو کبھی پاتے نجات
پھر مناسب تھا کہ اظہارِ شرافت کرتے

عقلمندی کا تقاضا بھی یہی تھا اے دوست
مرنے والوں پہ نہ مرنے کی حماقت کرتے

اب تو کچھ محسنِ اصلی کا کہا بھی مانو
اک زمانہ ہوا دشمن کی اطاعت کرتے

دیکھ لیتے وہ اگر جلوۂ جاناں کی بہار
میرے حالات پہ احباب نہ حیرت کرتے

تب کہیں جانِ تمنا کی رسائی ہوتی
زندگی خونِ تمنا سے عبارت کرتے

CamScanner

شوقِ وصالِ یار

رکھا ہے ہم نے آپ کے غم کو سنبھال کر
مسرور ہیں خوشی کا جنازہ نکال کر

شوقِ وصالِ یار لئے انتقال کر
دنیا کے چھوٹنے کا نہ ہرگز ملال کر

تجھ کو یقین ہے کہ تجھے ہوگی کل نصیب
رکھا ہے کام آج کا جو کل پہ ٹال کر

فکرِ معاش جتنی ہو اتنا ہی ذکرِ حق
منصف مزاج ہے تو ذرا اعتدال کر

ہوگا خدا کے قرب کا خورشید بھی طلوع
آفاق دل کو خونِ تمنا سے لال کر

دے گا آخر خدا کی عدالت میں کیا جواب
خلوت میں اپنے دل سے کبھی تو سوال کر

CamScanner

مقامِ حضرتِ اقدس

خوشی قربان کر کے مسکرانا چاہتا ہوں
خدا کے راستے کا غم اٹھانا چاہتا ہوں
نہیں احساس تک باقی رہے مٹنے کا مجھ کو
میں اپنے آپ کو ایسا مٹانا چاہتا ہوں
بہ ایں امید اِس جانب بھی ہو نظر کرم اب
میں دل کو زخمِ حسرت سے سجانا چاہتا ہوں
بھلا میں سیم و زر کی وادیوں کا کب ہوں طالب
فقط تیری محبت کا خزانہ چاہتا ہوں
بس اب پردیس کی تزئین سے اکتا گیا دل
وطن کے واسطے بھی کچھ کمانا چاہتا ہوں
غرض مجھ کو زمانے کے چراغوں سے نہیں ہے
کہ میں خورشید سے نظریں ملانا چاہتا ہوں
فنا کی مجھ پہ جس دن سے حقیقت کھل گئی ہے
انا کے بت کو منہ کے بل گرانا چاہتا ہوں
لغت تعبیر سے عاجز نظر آتی ہے مجھ کو
مقامِ حضرتِ اقدس بتانا چاہتا ہوں
حکایت عشقِ لیلیٰ کی سنی ہوگی سبھی نے
کرامت عشقِ مولیٰ کی دکھانا چاہتا ہوں

آثرؔ حسنِ بتاں سے بے نیازی اس لئے ہے
کسی جانِ ادا کے ناز اٹھانا چاہتا ہوں

☆☆☆☆

رزلٹ آنے سے پہلے

آثرؔ احمق ہے ایسا طالبِ علم
جو شاداں ہو رزلٹ آنے سے پہلے
کوئی پھر کس طرح خوشیاں منائے
جنازہ قبر میں جانے سے پہلے

اب نہ لانا حسنِ ظاہر کا خیال

وقت ہے اُن کے لئے اِن کے لئے　　گر نہیں فرصت تو محسن کے لئے
اب نہ لانا حسنِ ظاہر کا خیال　　زہرِ قاتل ہے یہ باطن کے لئے
جس گھڑی میں رب خفا ہو وہ گھڑی　　ہے بڑی منحوس مومن کے لئے
خلد کے بدلے کیا دنیا میں عیش　　تو نے گلشن کے عوض تنکے لئے
پھر وہی معشوق نکلا بے وفا　　حضرتِ عاشق مرے جن کے لئے
چھوڑ دیں گے ہم کو تنہا قبر میں　　چھوڑتے ہیں رب کو ہم جن کے لئے
معصیت تو بے شمار و بے حساب　　نامِ مولیٰ جب لئے گِن کے لئے
ہوگا جس دن بے سر و ساماں تو　　ہے کوئی ساماں اس دن کے لئے

کیا دھرا ہے اے اخترؔ لیلاؤں میں
چھوڑ دوں مولیٰ کو میں اِن کے لئے

☆☆☆☆

رسوا نہ کیجئے

سب جانتے ہیں آپ تو چرچا نہ کیجئے
ستاریت کا واسطہ رسوا نہ کیجئے

بے شک عذاب دینے پہ قدرت ہے آپ کو
حلم و کرم دکھائیے ایسا نہ کیجئے

حقیقت

شیخِ کامل سے جو اجازت پاتا ہے
اکثر اس کا نفس اسے سمجھاتا ہے

آخر کوئی چیز تو ہوں میں بھی ورنہ
ہر کوئی اعزاز یہ کیونکر پاتا ہے

لیکن میرے شیخ کا یہ ارشاد ہے شیخ
حوصلہ افزائی بھی کبھی فرماتا ہے

چوری سے جب باز نہیں وہ آتا ہے
چور کو چوکیدار بنایا جاتا ہے

جب باقی ہے فیصلہ روزِ محشر کا
پھر آخر کس بات پہ تُو اتراتا ہے

ہوتا ہے اس وقت برا رب کے نزدیک
بندہ اپنی آنکھوں کو جب بھاتا ہے

اصل پتہ تو چلتا ہے اس وقت آثرؔ
قبر میں جب انسان کو رکھا جاتا ہے

حسنِ انتخاب

کسی گناہ کو معمولی مت خیال کریں
کہ ہر گناہ میں ہی خاصیت عذاب کی ہے

ہے ہر گناہ سبب دوسرے گناہوں کا
اسی لیے تو ضرورت بھی اجتناب کی ہے

مجھے ریاضتِ پیری کی عظمتیں تسلیم
مگر وہ بات کہ جو عالمِ شباب کی ہے

اسی لیے تو ستارے نظر سے اوجھل ہیں
شعاع شیشۂ دل پر جو آفتاب کی ہے

کسی کی سمت نہ دیکھا ترے حصول کے بعد
یہی دلیل مرے حسنِ انتخاب کی ہے

ہے باغِ اہلِ صفا میں ہمارے مرشد کی
وہ حیثیت جو گلستان میں گلاب کی ہے

حصولِ دولتِ دنیا مرا سوال نہیں
مجھے تو فکر اثرؔ حشر میں جواب کی ہے

نماز پڑھنے سے کیوں بیر ہے

خلوصِ دل سے اگر طالبِ معافی ہے
خطائے عمرِ گزشتہ کی یہ تلافی ہے

نماز پڑھنے سے کیوں بیر ہے تجھے اے دوست
یہ مسئلہ تو نہیں کوئی اختلافی ہے

ہر اک کے پاس تُو جاتا ہے علم کی خاطر
اثر مرید ہے تُو یا کوئی صحافی ہے

زمانے بھر کے مشائخ سے تجھ کو کیا مطلب
کہ تیرا پیر تری تربیت کو کافی ہے

ظہورِ کشف و کرامات کی حقیقت کیا
رہِ سلوک کے بچوں کے حق میں ثانی ہے

بلا نکاح کئے طے کیا ہے راہِ سلوک
کہ میر اپنے زمانے کا بشرِ حافی ہے۔

۔جناب سید عشرت جمیل میرؔ صاحب نوّر اللہ مرقدہ

محبت عام کرنا چاہتا ہوں

اپنے مولیٰ کی محبت عام کرنا چاہتا ہوں
گرچہ ادنیٰ ہوں پر اعلیٰ کام کرنا چاہتا ہوں

جیتے جی محنت مشقت کررہا ہوں اس لئے میں
جنت الفردوس میں آرام کرنا چاہتا ہوں

مجھ پہ اک ذاتِ حقیقی کی حقیقت کھل گئی ہے
ٹکڑے ٹکڑے اب بتِ اوہام کرنا چاہتا ہوں

چشم و دل نطق و سماعت روح کا پہرہ ہے سب پر
نفس کے ہر وار کو ناکام کرنا چاہتا ہوں

دوسروں سے کیا کروں شکوہ شکایت بے رخی کی
خود کو ہی اب موردِ الزام کرنا چاہتا ہوں

اہلِ دنیا سے مجھے کوئی توقع کس لئے ہو
حاصل اپنے رب سے ہی انعام کرنا چاہتا ہوں

رہبرِ کامل کے بارے میں

میں اتنا جانتا ہوں رہبرِ کامل کے بارے میں
کہ اہلِ کارواں ہیں مطمئن منزل کے بارے میں

بصیرت اہلِ دل کو خالقِ دل ایسی دیتا ہے
بتا دیتے ہیں چہرہ دیکھ کر وہ دل کے بارے میں

ہمارے فکر کی پرواز وقفِ دفترِ دنیا
نہیں سوچا تو قبر و حشر کی فائل کے بارے میں

سکونِ دل تُو چاہے گر تو ہرگز گفتگو مت کر
کسی رخسار کے رخ پر کسی کے تل کے بارے میں

ذرا خوش رنگ مٹی دیکھی پانی منہ میں بھر آیا
ہماری عقل پر پردہ ہے آب و گِل کے بارے میں

بس ایک مشکل کشا سے عرض کردو مدعا اپنا
کسی سے تذکرہ بھی مت کرو مشکل کے بارے میں

اثر گورِ غریباں مجھ کو آئینہ دیکھاتا ہے
میں جب بھی سوچتا ہوں اپنے مستقبل کے بارے میں

اعلانِ دردِ دل

اے خدا باخدا کچھ نہیں
دل میں تیرے سوا کچھ نہیں

دردِ دل کا یہ اعلان ہے
دردِ دل کی دوا کچھ نہیں

ہم کو دنیا ہی مرغوب ہے
ورنہ جنت میں کیا کچھ نہیں

آپ اپنا بنا لیجئے
اور میری دعا کچھ نہیں

☆☆☆☆

امانت

شکھ معاصی میں مل نہیں سکتا
پھول صحرا میں کھل نہیں سکتا
میرے مالک کی یہ امانت ہے
دے میں اوروں کو دل نہیں سکتا

طریق اولیاء

طریقِ اولیاء ہے یہ ولایت کی نشانی ہے
محبت بانٹنا اہلِ محبت کی نشانی ہے

مقابل شیخ کے بیباک ہوجانا نہیں اچھا
ترا مرعوب ہوجانا ہی عظمت کی نشانی ہے

پسِ پردہ نظر آتا ہے ہر ہر شے میں اک محبوب
تمام عالم مرے مولیٰ کی قدرت کی نشانی ہے

کسی پر آئے غصہ جب رہے پھر یاد لاتغضب
یہی مومن کا ہے مذہب یہ نسبت کی نشانی ہے

یہ ناقص عقل والی عقلِ کامل کو اڑاتی ہیں
فدا ہونا حسینوں پر حماقت کی نشانی ہے

جو قابل ہیں وہ اپنے آپ کو قابل نہیں کہتے
لیاقت کا چھپانا ہی لیاقت کی نشانی ہے

کوئی خوش قامت آئے گر تو ہو پہرہ نگاہوں پر
یہی تو سب سے بڑھ کر استقامت کی نشانی ہے

نوافل اور وظائف کی جو کثرت ہے سر آنکھوں پر
مگر ترکِ معاصی ہی ولایت کی نشانی ہے

میں ہر ہر سانس اپنی آرزو کا خون کرتا ہوں
یہ میرے جذبۂ شوقِ شہادت کی نشانی ہے

ترا ہر ہر بیاں اک ایک مضموں اور ہر ملفوظ
فصاحت کی علامت ہے بلاغت کی نشانی ہے

جو اک ذرہ مثالِ مہر ہے دنیا کی آنکھوں میں
یہ شیخِ وقت کی چشمِ عنایت کی نشانی ہے

کسی کو ذکر بتلایا نہ استعداد سے بڑھ کر
ترا اندازِ حکمت خود بصیرت کی نشانی ہے

اثر اعمالِ ظاہر کا اثر پڑتا ہے باطن پر
نگاہوں کا وضو دل کی طہارت کی نشانی ہے

☆☆☆☆

کسی کو نیکیوں کی دھن کوئی مولیٰ کا طالب ہے
کہیں پر عقل حادی ہے کہیں پر عشق غالب ہے

گوشۂ نشین با حضورِ اولیاء

جس کو یہ آرزو ہو کہ بیٹھے خدا کے ساتھ
اس کو یہ چاہیئے کہ رہے اولیاء کے ساتھ

کھاتا ہے زہر بھی وہ مقوی غذا کے ساتھ
عادی ہے جو گناہ کا ذکرِ خدا کے ساتھ

اصحاب کو نجومِ ہدایت کہیں نہ کیوں
گزری جب ان کی زندگی شمس الضحیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

دی نسبتِ اویسؒ کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر
خوشبو یمن سے آئی جو بادِ صبا کے ساتھ

صدیق کے جو ساتھی ہیں اقطاب کیوں نہ ہوں
اصحاب بنتے ہیں جو رہیں انبیاء کے ساتھ

ہیں مرتبے میں درجۂ احساں سے بھی بلند
ہر حال میں جو رہتے ہیں صبر و رضا کے ساتھ

ہرجائیت کے زہر کا تریاق ہے یہی
کچھ دن تو رہ کے دیکھ لو اہلِ وفا کے ساتھ

اپنی عطا کی بارشیں برسا دے اے کریم
حاضر ہوں تیرے در پہ ہجومِ خطا کے ساتھ

طوفاں کے رخ کو موڑنا ان کا مذاق ہے
چلتے نہیں ہیں اہلِ محبت ہوا کے ساتھ

کارِ جہاں محال ہے اسباب کے بغیر
عزمِ دوا بھی چاہیئے حرفِ دعا کے ساتھ

مردوں کی خود ہی شرم سے آنکھیں نہ اٹھ سکیں
بہنیں اگر حجاب سے نکلیں حیا کے ساتھ

باغِ رہِ سلوک میں ممکن نہیں اثرؔ
حاصل فنا کا پھول ہو خارِ انا کے ساتھ

☆☆☆☆

نظر کی کرامت

حسنِ بتاں سے خود کو بہت دور کردیا
مجھ کو خدا کے عشق نے مجبور کردیا

آنکھوں نے دی گواہی وتعزّ من تشاء
گمنام ہونے والوں کو مشہور کردیا

اے دوست ان کی راہ کا غم بھی عجیب ہے
جس نے غمِ حیات کو کافور کردیا

بے کیف ہو گیا تھا تغافل سے دل مگر
ذکرِ خدائے پاک نے مسرور کردیا

صرفِ نظر کیا تو حسینوں نے یوں کہا
کیا شے ہے جس نے آپ کو مغرور کردیا

بعد از گناہ مرہمِ توبہ نہ رکھ سکے
یوں اپنے زخمِ روح کو ناسور کردیا

اپنی طرف بتوں نے بلایا بہت مگر
حکمِ خدا سے شیشۂ دل چور کردیا

ساقی کی اک نظر کی کرامت تو دیکھئے
دل کو شرابِ عشق سے مخمور کردیا

روحانیت پہ موت برس جائے گی آخر
گر نفس کا مطالبہ منظور کردیا

☆☆☆☆

تو کیا اللہ کا بندہ نہیں ہے

جہاں میں عشق سا دھندہ نہیں ہے
کہ اس بیوپار میں مندہ نہیں ہے

نہ کی اصلاح اپنے حال کی گر
تو مستقبل درخشندہ نہیں ہے

غلامِ نفس سے پوچھے تو کوئی
تو کیا اللہ کا بندہ نہیں ہے

جو اپنی پارسائی پر ہے نازاں
تو اس جیسا کوئی گندا نہیں ہے

مری نیند اُڑ گئی

آیا ترا خیال مری نیند اُڑ گئی
اے خالقِ جمال مری نیند اُڑ گئی

ہے عشق کا کمال مری نیند اُڑ گئی
رکھا نہ اعتدال مری نیند اُڑ گئی

راتوں کو اب تو جاگنا مشکل نہیں رہا
سونے کا کیا سوال مری نیند اُڑ گئی

میں ہوں تصورات کے ان رتجگوں میں خوش
اس کا نہیں ملال مری نیند اُڑ گئی

جس دن سے تیرے غم کا خزانہ مجھے ملا
ایسا ہوا نہال مری نیند اُڑ گئی

☆☆☆☆

اسی پر درگزر فرمادے ربّ ذوالمنن مجھ سے
کہ اک قطبِ زمانہ نے کیا ہے حسنِ ظن مجھ سے

نصیحت

یاد رکھنا یہ نصیحت دیکھنا غفلت نہ ہو
ورنہ پھر روزِ جزا خجلت نہ ہو حسرت نہ ہو

خود کو ہم مصروف رکھیں اس قدر طاعات میں
نفس و شیطاں کے لئے ہم کو ذرا فرصت نہ ہو

باوجودِ روشنی گاڑی رکے ایندھن بغیر
فیض کیا پہنچے جہاں پر علم ہو صحبت نہ ہو

فکر ہو جائے جو اپنی ذات کی اصلاح کی
دوسروں پر تبصرہ تہمت نہ ہو غیبت نہ ہو

خالقِ گلشن اگر اپنی نگاہیں پھیر لے
گل نہ ہو خوشبو نہ ہو رنگت نہ ہو نکہت نہ ہو

آبشارِ نورِ سنت اس قدر برسایئے
راہِ حق میں دور تک تاریکیِ بدعت نہ ہو

حاکمِ اعلیٰ بھی ہیں وہ اور حکیمِ بے مثال
غیر ممکن ہے کہ ان کے حکم میں حکمت نہ ہے

نفس و شیطاں کے محاذِ جنگ پر ڈٹ کر تو دیکھ
غیر ممکن ہے جہانِ غیب سے نصرت نہ ہو

خوش گمانِ آب و گِل ہو بدگمانِ اہلِ دل
آدمی سب کچھ ہو لیکن اتنا بدقسمت نہ ہو

باوجودِ شیخِ کامل تزکیہ ممکن نہیں
جب تلک ان کی مشیت، فضل اور رحمت نہ ہو

غائبانہ ذکرِ مرشد سے بھلا سیری کہاں
بندۂ ناچیز جب تک حاضر خدمت نہ ہو

کس طرح روشن ہو پھر حمام تقویٰ اے اثرؔ
نفس میں موجود جب تک آتشِ شہوت نہ ہو

☆☆☆☆

خون کا سمندر

جگر زخمی ہے سینہ زیرِ خنجر لے کے آیا ہوں
میں تیرے واسطے اک قلبِ مضطر لے کے آیا ہوں

پیالہ خم نہیں نہریں نہیں دریا نہیں یارب
ترے دربار میں خوں کا سمندر لے کے آیا ہوں

غذائے اولیاء

یہی تو مقتضائے اولیاء ہے غمِ تقویٰ غذائے اولیاء ہے
معاصی کا گزر ممکن ہو کیونکر کہ غفلت بھی خطائے اولیاء ہے
کریں ہر سانس اپنے رب کو راضی یہی تو منتہائے اولیاء ہے
ہماری جاں تصدق اہلِ دل پر ہمارا دل فدائے اولیاء ہے
وہاں پائے گا انعامِ شفاعت یہاں جو آشنائے اولیاء ہے
مرا مرنا خدا کے عاشقوں میں مرا جینا برائے اولیاء ہے
یقیناً منزلِ مولیٰ ملے گی کہ ہاتھوں میں ردائے اولیاء ہے
مری پرواز کا کیا پوچھتے ہو مجھے حاصل فضائے اولیاء ہے
ولایت ہے بڑے لوگوں کا منصب اخترؔ تو خاکِ پائے اولیاء ہے

زہے قسمت میں اس کا مقتدی ہوں
اخترؔ جو مقتدائے اولیاء ہے

☆☆☆☆

قطعہ

جو پردے سے رہائی دے رہا ہے
وہ درسِ بے حیائی دے رہا ہے

کہیں مشرق کو لے ڈوبے نہ مغرب
مجھے ایسا دکھائی دے رہا ہے

قلب کا قبلہ

دل ہی پہلو میں مچل جائے تو پھر
قلب کا قبلہ بدل جائے تو پھر

وسعتِ نظری سر آنکھوں پر مگر
آدمی حد سے نکل جائے تو پھر

خوش گمانی نفس سے جائز نہیں
آستیں میں سانپ پل جائے تو پھر

فرض ہے جائے معاصی سے فرار
ہاتھی کیچڑ میں پھسل جائے تو پھر

ایک چنگاری کو کم مت جانیے
بڑھتے بڑھتے گھر ہی جل جائے تو پھر

دل کو توڑ دیتے ہیں

جو اہلِ دل ہیں گناہوں کو چھوڑ دیتے ہیں
خدا کا حکم نہیں دل کو توڑ دیتے ہیں

سرورِ قربِ خدا کی جنہیں تمنا ہے
شرابِ خونِ تمنا نچوڑ دیتے ہیں

ثنائے خلق کی دولت انہیں کو ملتی ہے
جو اپنا رابطہ خالق سے جوڑ دیتے ہیں

وہ جن کی روح کو حاصل ہوئی قوی نسبت
ہوائے نفس کی گردن مروڑ دیتے ہیں

جنہیں عزیز ہے تحصیل اک گلِ تر کی
وہ اب بھی سارے گلستاں کو چھوڑ دیتے ہیں

وہی ہیں عکسِ جمالِ حبیب کے مظہر
اخترؔ جو آئینۂ دل کو توڑ دیتے ہیں

حجاجِ کرام سے خطاب

کسی اللہ والے سے تعلق جب نہیں ہوتا تو کعبے میں بھی بندہ آشنائے رب نہیں ہوتا
وہ بیت الرب کے چکر تو لگاتا ہے مگرا ے دوست بوجہِ فسق رب البیت کا اقرب نہیں ہوتا
وہ صالح بن نہیں سکتا کبھی الحاج ہو کر بھی جسے اصلاح سے اپنی کوئی مطلب نہیں ہوتا
جو رو یا ملتزم پر تھا وہ ہنستا ہے گناہوں میں جو حاجی بن کے آیا ہے ولی کیوں اب نہیں ہوتا
عرب میں متقی تھا جب عجم میں کیا ہوا ہے اب جگہ ہے کوئی ایسی بھی جہاں پر رب نہیں ہوتا
وہاں شیطان کو مارا یہاں پر نفس کو ماریں جہادِ نفس دنیا میں کہاں اور کب نہیں ہوتا
امیدِ مغفرت پر جرأتِ عصیاں حماقت ہے شریف النفس بندوں کا تو یہ مشرب نہیں ہوتا
وہ خالق ہے خوشی کا جو اسے ناراض کرتا ہے وہ زندہ دل نہیں ہوتا وہ خندہ لب نہیں ہوتا
کریں خود نیکیاں اور دوسروں کو بھی بنائیں نیک جو اوروں کو پلاتا ہے وہ تشنہ لب نہیں ہوتا

زیارت اپنے گھر کی اب اثر کو بھی عطا کر دے
کروں کیا مجھ سے جب برداشت ہی یارب نہیں ہوتا

☆☆☆☆

میرے آقا ﷺ کا ہے ارشاد وصیت کے لئے
موت کا دھیان ہی کافی ہے نصیحت کے لئے

دنیا مرے آگے

جس دن سے کھلی عظمتِ عقبیٰ مرے آگے
اک سائے کی مانند ہے دنیا مرے آگے

ہے جب سے ترے حسن کا جلوہ مرے آگے
کیا کیجئے کوئی نہیں جچتا مرے آگے

اب نفس کی خواہش پہ بھلا کیسی توجہ
ہر آن ہے جب مرضیِ مولیٰ مرے آگے

میں جان ہتھیلی پہ لئے ان پہ فدا ہوں
پھر ترکِ معاصی ہے بھلا کیا مرے آگے

کب تک تو مری آنکھ سے اوجھل ہی رہے گا
اک بار تو اے جانِ جہاں آ مرے آگے

واقف ہوں ترے ضعف سے اے دلہنِ فانی
لے راہ نہ اٹھکھیلیاں دکھلا مرے آگے

اس جانِ تمنا پہ مری جان فدا ہے
کیا چیز ہے اب خونِ تمنا مرے آگے

اب کیا مری آنکھوں میں رہے حسن کی قیمت
رکھا ہے ترے عشق کا سودا مرے آگے

آنکھوں میں سمایا ہے یہاں حسن کا خالق
مٹی کے کھلونوں کو نہ بکھرا مرے آگے

محجوب ہوں میں اپنے گناہوں کی بدولت
موجود ہے وہ جانِ تمنا مرے آگے

اک خضر سی صورت پہ ہے انگشت نمائی
اٹھا ہے تقدس کا جنازہ مرے آگے

کہتے ہیں جسے رشکِ چمن حاصلِ گلشن
ہر وقت ہے وہ پھول سا چہرہ مرے آگے

☆☆☆☆

کسی اللہ والے کا جو دامن ہاتھ آجائے
تو اک گل ہی نہیں گلشن کا گلشن ہاتھ آجائے

خود ہی منزل نے پکارا

اہلِ دل دل سے لگاتے ہیں ترے خاروں کو
گل و گلزار سمجھتے ہیں وہ انگاروں کو

حق پرستی کے لئے جاں سے گزر جاتے ہیں
تو نے دیکھا ہی نہیں حق کے پرستاروں کو

دین پہ چلنا ہے یوں رہبرِ کامل کے بغیر
جیسے رکھتا ہو کوئی ہاتھ میں انگاروں کو

قابلِ پیار ہیں بس پیارے نبی ﷺ کے پیرو
پیار سے کوئی بتائے تو مرے پیاروں کو

تو ہی بتلا کہ تیرے بندے کہاں جائیں گے
تو اگر منہ نہ لگائے گا خطا کاروں کو

اہلِ دل ہم کو حقارت سے نہیں دیکھتے ہیں
قابلِ رحم سمجھتے ہیں گناہگاروں کو

عشقِ مولیٰ سے بدل جائے گا عشقِ لیلیٰ
رشکِ رومی جو ملے عشق کے بیماروں کو

جان دے دیں گے مگر ساتھ نہیں چھوڑیں گے
بے وفائی نہیں آتی ہے وفاداروں کو

ہے خردمند تو خود اپنے گریبان میں جھانک
آئینہ یوں نہ دکھا آئینہ برداروں کو

اس کو کہتے ہیں اثر صدقِ طلب کا اعجاز
خود ہی منزل نے پکارا ہے طلب گاروں کو

☆☆☆☆

جو ایک آہ بھی اپنی قبول ہوجائے
تمام عمر کی محنت وصول ہوجائے

زندگی چین سے گزارے گا

خواہشِ نفس کو جو مارے گا
زندگی چین سے گزارے گا

اس کی دنیا بھی دلنشیں ہوگی
اپنی عقبٰی کو جو سنوارے گا

اس پہ بندے نہ کیوں فدا ہوں گے
جان اللہ پر جو وارے گا

اس سے دریافت کرنا شان اپنی
جو تجھے قبر میں اتارے گا

☆☆☆☆

جستجوئے راہِ طلب

تو جستجوئے راہِ طلب دوست لاکھ کر
لیکن ذرا قدم کو بڑھا دیکھ داکھ کر

ہر سمت روشنی ہی نظر آئے گی تجھے
گر خونِ آرزو کو جلا کر تو راکھ کر

عشق کی کرامت

علم سے نہ حکمت سے زور سے نہ طاقت سے
عقل دل کے تابع ہے عشق کی کرامت سے

دل خدا کا گھر ہے جب دل میں غیر آئے کیوں
دل کو دل بنانا ہے اہلِ دل کی صحبت سے

اک نظر نے ساقی کی کیا سے کیا کیا مجھ کو
میں خود اپنی حالت کو دیکھتا ہوں حیرت سے

پائے گا یقیناً وہ قربِ ربِّ کعبہ کا
شیخ کو جو دیکھے گا اک نظر محبت سے

جس کو شوق ہو بیٹھے عاشقانِ حق کے پاس
عشقِ حق تو ملتا ہے عاشقوں کی صحبت سے

معرفت کی کانیں تو اہلِ معرفت ہی ہیں
معرفت نہیں ملتی کثرتِ عبادت سے

لفظ خود صحابی کا ہے اثرؔ دلیل اس کی
دین جگ میں پھیلا ہے اہلِ دل کی صحبت سے

حُبِّ شیخ کی نعمت اے اثرؔ زہے قسمت
دل میں بس گئی صورت مستقل زیارت سے

CS CamScanner

پلٹ کرنہیں دیکھا

زنجیرِ روایات سے کٹ کر نہیں دیکھا
اسلاف کی دہلیز سے ہٹ کر نہیں دیکھا

جس دن سے اٹھایا ہے قدم جانبِ منزل
صد شکر کبھی ہم نے پلٹ کر نہیں دیکھا

ہر آن رہی پیشِ نظر اپنی ہی صورت
ہم نے کبھی آئینہ الٹ کر نہیں دیکھا

کیا جانے بھلا لذتِ فریادِ مسلسل
جس نے تری چوکھٹ سے چمٹ کرنہیں دیکھا

وہ جیب و گریباں کو کرے چاک بھی کیسے
جس نے ترے دامن سے لپٹ کرنہیں دیکھا

ورنہ تو ہمیں ڈھونڈنے منزل چلی آتی
ہم نے ہی اثر راہ میں ڈٹ کرنہیں دیکھا

قربِ خدا کا جام

حقیقت میں وہی قربِ خدا کا جام لیتا ہے
کسی اللہ والے کا جو دامن تھام لیتا ہے

تو اس کی کیفیت پر اہلِ عشرت رشک کرتے ہیں
جو اپنے دل میں لطفِ حسرتِ ناکام لیتا ہے

فدا کرتا ہے مولیٰ پر جو آنکھوں کی مٹھاس اپنی
حلاوت کا وہ اپنے قلب میں انعام لیتا ہے

خدا نے جب بلایا تھا بتوں کے پاس جاتا تھا
بتوں نے جب ستایا تو خدا کا نام لیتا ہے

گزرتا ہے دیارِ حسن سے جب عشق کا مارا
تو دل پر چوٹ لگتی ہے جگر کو تھام لیتا ہے

کسی محبوبِ فانی کو نہیں دیتا ہے دل اپنا
اخترؔ اس باب میں ہوش و خرد سے کام لیتا ہے

فتح و ظفر کا دروازہ

نظر میں بس گیا اہل نظر کا دروازہ
اک عیب دار پہ وا ہے ہنر کا دروازہ

جو تجھ کو دوست بنائے گا فیل بان تو پھر
وسیع خود ہی کرے گا وہ گھر کا دروازہ

ہو جن کے دل میں خزانہ خدا کی قربت کا
وہ بند رکھتے ہیں اپنی نظر کا دروازہ

درِ سلوک مقفّل ہے صرف ان کے لئے
جو کھولتے ہیں اگر کا مگر کا دروازہ

دلِ فقیر مکانِ خدائے زر ہے اب
کھلے کھلے نہ کھلے مال و زر کا دروازہ

عجیب کیف کا عالم ہے خانۂ دل میں
کھلا ہے جب سے مری چشمِ تر کا دروازہ

نصیحتیں تو شب و روز سن رہا ہے مگر
اثر پہ بند ہے شاید اثر کا دروازہ

جذب پنہاں

حقیقت ہے وہی رہرو خوشی منزل کی پاتا ہے
جو ساری عمر ان کے راستے کا غم اٹھاتا ہے

ادھر بندہ جو اک بالشت بھی خود کو بڑھاتا ہے
اُدھر مولیٰ بھی خود اک باہ پھر نزدیک آتا ہے

جو بندہ دوڑ کر اپنے خدا کی سمت جاتا ہے
خدا آغوشِ رحمت میں اسے بڑھ کر اٹھاتا ہے

ترقی اور جب کرتا ہے بندہ پھر تو وہ مالک
خود اس کے ہاتھ پاؤں کان آنکھیں بنتا جاتا ہے

مجھے لگتا ہے شاید جذبِ پنہاں اس کو کہتے ہیں
وہ اتنے یاد آتے ہیں اثر جتنا بھلاتا ہے

کلیجہ منہ کو آتا ہے

کوئی عاشق مزاج اپنی نظر کو جب بچاتا ہے
تو آرے دل پہ چلتے ہیں کلیجہ منہ کو آتا ہے

رہِ محبوب کے تو قید خانے بھی احب ہیں اب
تو ان کے راستے کے پیچ و خم سے کیا ڈراتا ہے

مانا راہ حق میں غم تو آتے ہیں پر عاشق کو
تجلّی جب نظر آتی ہے ہر غم بھول جاتا ہے

اگر ہے عشق کا دعویٰ تو پھر دل بھی بڑا رکھنا
کہ ہر محبوب اپنے عاشقوں کو آزماتا ہے

"فقد اٰذنته بالحرب" کا اعلان بھی سن لے
کسی اللہ والے کا جو کوئی دل دُکھاتا ہے

کبھی محبوب کا شکوہ زباں پر لا نہیں سکتا
کہ عاشق تو ہمیشہ زخم کھا کر مسکراتا ہے

زہے قسمت کہ ان کی یاد ایسی بس گئی دل میں
اثرؔ بھولے سے بھی ان کو بھلانا بھول جاتا ہے

؎ اشارہ اس حدیث قدسی کی طرف ہے جس میں اعلان باری ہے ''جو میرے ولی سے عداوت رکھے اس سے میرا اعلانِ جنگ ہے۔''

شہید ملت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

کی شہادت پر منظوم تعزیت نامہ

شہادت کی دعاؤں نے اثر دکھلا دیا اپنا
بالآخر راہِ حق میں خون تک بکھرا دیا اپنا

گزاری زندگی ختمِ نبوت کی حفاظت میں
اور اپنی جان دے کر بھی مشن پھیلا دیا اپنا

جلے تو شان سے یا پھر اسے گل کر دیا جائے
ہوا کے رخ پہ کچھ یوں رکھ دیا جلتا دیا اپنا

نفاذِ دینِ حق کی سر بلندی جب نہیں دیکھی
تو فرطِ غم میں سر ہی آپ نے کٹوا دیا اپنا

جہاں بھر کے گلوں میں گرچہ ہے پژمردگی چھائی
شہیدِ ناز نے لیکن چمن مہکا دیا اپنا

جو دینِ حق کے داعی ہیں کفن بردوش ہوجائیں
لہو کے دوش پر پیغام یہ کہلا دیا اپنا

یہ سچ ہے جیتے جی امت نے پہچانا نہیں لیکن
جہاں سے جاتے جاتے مرتبہ بتلا دیا اپنا

فقیہِ وقت بحرِ علم شیخ و مرشدِ کامل
فراقِ حضرتِ اقدس نے دل دہلا دیا اپنا

زمانہ محوِ حیرت تھا اس اخلاص و تواضع پر
کہ اک شاگرد کو بھی ہاتھ جب پکڑا دیا اپنا

یہاں بھی خلق میں محبوب بن کر مرتبہ پایا
وہاں بھی پرچمِ مقبولیت لہرا دیا اپنا

صدائے شہید (بزبانِ حال)

جگر کی پیاس لہو سے بجھا کے آیا ہوں　　میں تیری راہ میں گردن کٹا کے آیا ہوں
جو تیری وصل میں حائل تھے جیتے جی یارب　　تمام راہ کے پتھر ہٹا کے آیا ہوں
نہ پائی جب کوئی سوغات تیرے در کے لئے　　تو اپنی جاں کا خزانہ لٹا کے آیا ہوں
تمام حور و ملائک ہیں محوِ استقبال　　میں سر پہ تاجِ شہادت سجا کے آیا ہوں
عطا مجھے بھی ہو انعام جنت الفردوس　　کہ باغِ گلشنِ ہستی لٹا کے آیا ہوں
مرے خلوص کا توشہ قبول کر یارب　　میں اپنا نام ونشاں تک مٹا کے آیا ہوں
مجھے بھی چاہتے تھے بیوی بچے بھائی بہن　　میں سب کو خون کے آنسو رُلا کے آیا ہوں
مجھے نہ غسل دو پہنچاؤ تحتھا الانھٰر　　میں اپنے خون میں خود ہی نہا کے آیا ہوں
مجھے تو مدتوں رویا کریں گے اہلِ جہاں　　زہے نصیب کہ میں مسکرا کے آیا ہوں

وہ جس کی خوشبو سے مہکے گا تا ابد عالم
میں ایک ایسا گلستاں سجا کے آیا ہوں

ہندو بنیئے سے خطاب

خبردار کرتے ہیں تم کو مسلماں کہ ہتھیار اٹھانے کی کوشش نہ کرنا
تمھیں پھر ہزیمت اٹھانا پڑے گی ہمیں آزمانے کی کوشش نہ کرنا

بہت لکھ چکے ظلم کی داستانیں بہت دے چکے اہلِ حق اپنی جانیں
تمھارے درندے یہ مانیں نہ مانیں مگر ظلم ڈھانے کی کوشش نہ کرنا

ملو امن سے گر تو میں بھی ملوں گا مگر دین حق کا نہ سودا کروں گا
میں ایوانِ باطل کو اب پھونک دوں گا مرا گھر جلانے کی کوشش نہ کرنا

دیا آتشی کا جلانا پڑے گا قدم تم کو پیچھے ہٹانا پڑے گا
وگرنہ خسارہ اٹھانا پڑے گا حماقت دکھانے کی کوشش نہ کرنا

چکھا دیں گے ہولی کا تم کو مزہ بھی کہ برداشت کی ہے کوئی انتہا بھی
اگر تم میں انسانیت ہے ذرا بھی تو اب خوں بہانے کی کوشش نہ کرنا

جلانے جو آئے گا خود ہی جلے گا کہ دشمن خدا کا نہ پھولے پھلے گا
زمانے میں سکہ ہمارا چلے گا ہمیں اب مٹانے کی کوشش نہ کرنا

وہی جس سے لرزاں تھے کفارِ عالم ہے بیدار اب پھر وہ خوابیدہ ضیغم
تمھارے عزائم سے غافل نہیں ہم نئے گل کھلانے کی کوشش نہ کرنا

ہے بنتِ عنب تم کو مرغوب جیسی شہادت ہے مومن کو محبوب ایسی
بھلا جان دینے میں پھر دیر کیسی اجل سے ڈرانے کی کوشش نہ کرنا

مسلماں کی تاریخ تم جانتے ہو مسلماں کی شوکت کو بھی مانتے ہو
حقیقت اگر اپنی پہچانتے ہو تو نظریں ملانے کی کوشش نہ کرنا

مرا فلسفہ بے معانی نہیں ہے فقط جمع خرچی زبانی نہیں ہے
حقیقت ہے کوئی کہانی نہیں ہے بس اب آزمانے کی کوشش نہ کرنا

CamScanner

بقا کا راز

خدا کے دین کو دنیا میں جو زندہ نہیں کرتا
خدائے پاک بھی پھر اس کو پائندہ نہیں کرتا

جو تقویٰ سے نہیں رہتا تو اس سے دین پھیلے کیوں
وہ نافرمان کو اپنا نمائندہ نہیں کرتا

بظاہر جی رہا ہے پر حقیقت میں وہ مردہ ہے
مرے سرکار ﷺ کی سنت کو جو زندہ نہیں کرتا

جہانِ عارضی ہے یہ یہاں کل کس نے دیکھی ہے
جو ہے ایمان والا فکرِ آئندہ نہیں کرتا

جو خالق کے لئے قربان کر دے جان و تن اپنا
خدا مخلوق میں پھر اسُ کو شرمندہ نہیں کرتا

شہادت ہی میں مضمر ہے مسلماں کی بقا کا راز
جو مٹ سکتا نہیں وہ خود کو تابندہ نہیں کرتا

تجزیہ

کالج و اسکول نے اہلِ وطن کو کیا دیا
جنسی میلانات کے طوفان کو رستہ دیا

نفرتوں کے بیج بوئے بغض کو پھیلا دیا
غیر کا کلچر کلاشنکوف کا توشہ دیا

درسگاہوں میں سیاست کا ہوا بازار گرم
نونہالانِ وطن کو راہزن ٹھہرا دیا

بچ رہے تھے جو برائی کے اندھیروں سے انہیں
کام سے بدظن کیا اور کھیل میں الجھا دیا

میڈیا پر بھی رہے قابض اسی طبقے کے لوگ
ایسی عریانی کہ گھر کو سینما بنوا دیا

ماؤں بہنوں کے سروں سے چادریں تک کھینچ لیں
بنت حوا کو ترقی کا فریب ایسا دیا

کر دکھایا خوشنما آزادیٔ نسواں کا خواب
چار دیواری سے یوں اسٹیج پر پہنچا دیا

حکمراں ایسے دیئے جو ملک سے مخلص نہ تھے
رہنما بن کر جنھوں نے قوم کو دھوکہ دیا

کارنامہ یہ فقط دینی مدارس ہی کا ہے
جن کے پروانوں نے اپنی جاں کا نذرانہ دیا

بند باندھا مغربی تہذیب کے سیلاب پر
آبشارِ نورِ ایماں فکر پر برسا دیا

جنگِ آزادی سے لے کر تا محاذِ کارگل
دشمنانِ دین و ملت کو سبق سکھلا دیا

دیکھا دنیا نے تماشا روس کی رسوائی کا
چند لاکھ افغانیوں نے جب اسے بکھرا دیا

اب کھٹکتا ہے وہی آنکھوں میں تنکے کی طرح
محوِ حیرت ہے کہ کیسے جل اٹھا ٹوٹا دیا

جو مثالِ اہلِ حق روشن ہو طوفانوں کے بیچ
کوئی دکھلائے تو بزمِ دہر میں ایسا دیا

گو اثر اس باب میں تھی حاجتِ بحثِ طویل
مختصر الفاظ میں ناچیز نے سمجھا دیا

اصلاحی نظمیں

تو جو حیلہ بناتا ہے حالات کا
میں تو قائل نہیں ان خیالات کا
تجھ کو شاید کہ ہے علم اس بات کا

اہلِ دل خود بناتے ہیں اپنا جہاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

سُوئے دشت و دمن تارکِ سائباں
تُو چلا ہے کہاں چھوڑ کر گلستاں
کیوں تجھے راس آئی ہے فصلِ خزاں

تُو جدھر ہے رواں خار ہیں بس وہاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

بال انگریز جیسے کٹائے ہوئے
مونچھ حد سے زیادہ بڑھائے ہوئے
اور داڑھی کو بالکل منڈائے ہوئے

کیا مسلمان کے ہے یہ شایانِ شاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

کب تلک دارِ فانی کے عیش و طرب
ختم کب ہوگی آخر یہ تاریک شب
روشنی میں آ اور خود کو پہچان اب

تجھ کو شاید کہ مل جائے اپنا نشاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

تُو حسینوں کے چکر میں پھرتا ہے کیوں
تجھ کو ہرگز ملے گا نہ اس میں سکوں
تجھ کو برباد کر دے گا تیرا جنوں
ہے ترے سامنے ذلتوں کا کنواں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

تجھ کو دیتا ہوں اللہ کا واسطہ
ترک کر اب تو تجویز خود ساختہ
تُو نے اپنا لیا غیر کا راستہ
تجھ کو بننا تھا اسلام کا پاسباں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

تُو جو سامان کرتا ہے کل کے لئے
یہ بھی سوچا کبھی ایک پل کے لئے
کچھ رکھا بھی ہے وقتِ اجل کے لئے
یا فقط پیاس اور یاس و محرومیاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

میں نے مانا ابھی تُو معمر نہیں
موت کا وقت لیکن مقرر نہیں
دارِ فانی ہے رستہ کوئی گھر نہیں
تُو مسافر ہے دنیا ہے اک سائباں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

اونچے اونچے محل جو بنائے ہیں یہ
گھر نہیں در حقیقت سرائے ہیں یہ
ہرگز اپنے نہیں ہیں پرائے ہیں یہ
بعد تیرے کوئی اور ہوگا یہاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

بیٹھکوں میں نہ یوں وقت برباد کر
نفس کی قید سے خود کو آزاد کر
اپنے خلاق کو بھی کبھی یاد کر
دیکھ تجھ پر ہے وہ کس قدر مہرباں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

وقت ٹی وی بنا پاس ہوتا نہیں
دور سر سے یہ خنّاس ہوتا نہیں
تجھ کو غفلت کا احساس ہوتا نہیں
کہیں ایسا نہ ہو پھٹ پڑے آسماں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

میں نے مانا کہ گانوں میں بھی ہے کشش
عاشقی کے فسانوں میں بھی ہے کشش
پر بتا کچھ اذانوں میں بھی ہے کشش
تجھ کو آواز دیتا ہے رب جہاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

تجھ کو شاید کہ یہ بات معلوم ہے
ٹخنے ڈھکنا شریعت میں مذموم ہے
نظرِ رحمت سے وہ شخص محروم ہے
جس کے ٹخنے رہیں پائنچوں سے نہاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

داڑھی رکھنا یہ مانا ہے مشکل مگر
روزِ محشر یہ آقا ﷺ نے پوچھا اگر
میری صورت میں کیا نقص آیا نظر
کیا کہے گا جواباً بتا تُو وہاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

تُو جو حیلہ بناتا ہے حالات کا
میں تو قائل نہیں ان خیالات کا
تجھ کو شاید کہ ہے علم اس بات کا
اہلِ دل خود بناتے ہیں اپنا جہاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

کرتا دنیا کی ہر بات میں پہل ہے
دین کی بات آئے تو نا اہل ہے
کارِ دنیا ترے واسطے سہل ہے
اتباعِ شریعت ہے بارِ گراں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

یہ بجا ہے کہ ابلیس مردود ہے
وہ مگر وسوسوں تک ہی محدود ہے
اور ترے پاس تو عقل موجود ہے
تیرے اندر ہے ادراکِ سود و زیاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

امتِ مسلمہ پر تو بن آئی ہے
اور تُو گیند بلے کا شیدائی ہے
تجھ پہ کیوں اس قدر بے حسی چھائی ہے
کیوں نہیں لیتا ہاتھوں میں تیر و کماں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

ہے توکّل تیرا صرف اللہ پر
نقشِ پائے نبوت تیری رہگزر
ابنِ قاسم و ٹیپو تیرے راہبر
سوئے منزل رواں ہے تیرا کارواں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

رب کی نصرت ترے ساتھ ہے بالیقیں
جان کی اس لئے تجھ کو پروا نہیں
تیرا مسکن ہے دراصل خلدِ بریں
تیری مشتاق ہیں کب سے حورِ جناں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

راہِ سنت پہ چلنے کی کوشش تو کر
زیست کا رخ بدلنے کی کوشش تو کر
گر رہا ہے سنبھلنے کی کوشش تو کر
تیری محنت نہیں جائے گی رائگاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

میں بتاؤں تری خستہ حالی کا حل
نفس و شیطان کے جال سے اب نکل
چھوڑ کانٹوں کا ماحول گلشن کو چل
لطف دونوں جہانوں کا پائے جہاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

تُو مری مان لے کجروی چھوڑ دے
یہ جو پیمانہ غفلت کا ہے توڑ دے
اب اثر زندگانی کا رخ موڑ دے
اب ہو تیری جبیں واقفِ آستاں
آج کے نوجواں سن لے میری فغاں

توبہ کا دروازہ

ارے انساں تجھے کیا ہوگیا ہے
تُو ردّ و کد میں آخر کیوں کھڑا ہے
بہت رحمٰن ہم سب کا خدا ہے
تُو کیوں مایوسیوں میں مبتلا ہے

ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے

نہیں ہرگز نہیں یہ بے حیائی
ترے توبہ سے خوش ہوگی خدائی
گھٹائے نااُمیدی جب بھی چھائی
جنابِ حق سے یہ آواز آئی

ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے

تُو توبہ سے نہ ہو بددل نہ گھبرا
رہا اب تک اگر غافل نہ گھبرا
سکوں ہوگا تجھے حاصل نہ گھبرا
تجھے مل جائے گی منزل نہ گھبرا

ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے

یہ مانا تجھ میں ہے جوشِ جوانی
حقیقت تجھ کو لگتی ہے کہانی
یہ ہے دراصل غفلت کی نشانی
ابھی سر سے نہیں گزرا ہے پانی

ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے

معاصی ہوگئے تجھ سے جہاں پر
تو کچھ نیکی بھی کرلے تُو وہاں پر
ترا بھی ذکر ہوگا آسماں پر
جبیں رکھ دے تُو ان کے آستاں پر

ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے

آخر جاگو بھی اب آنکھیں تو کھولو
معاصی کو نہ تم رحمت سے تولو
سیاہی دل کی سب اشکوں سے دھولو
ندامت سے گناہوں پر جو رو لو

ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے

تو عاشقِ رسول ﷺ ہے

تو ظاہراً تو پھول ہے
باطناً ببول ہے
آنکھوں میں جھونکے دھول ہے
یہ فلسفہ فضول ہے
مُحیّر العقول ہے
تو عاشقِ رسول ﷺ ہے

سر پر ترے انگریزی بال
سنت سے خالی تیرے گال
سمجھا ہے تو اسے جمال
ہے خام تیرا یہ خیال
یہ صرف تیری بھول ہے
تو عاشقِ رسول ﷺ ہے

مانا غمِ فراق ہے
یہ دوری تجھ پہ شاق ہے
طیبہ کا اشتیاق ہے
لیکن یہ کیا مذاق ہے
فساق میں شمول ہے
تو عاشقِ رسول ﷺ ہے

حرص و ہوس کی پیاس ہے
گناہ تجھ کو راس ہے
عیسائیوں سی شکل ہے
انگریز سا لباس ہے
منافقت اصول ہے
تو عاشقِ رسول ﷺ ہے

ناواقف فنا ہوا
سر کبر سے تنا ہوا
پجاریٔ انا ہوا
فرعون ہے بنا ہوا
ناقابلِ قبول ہے
تو عاشقِ رسول ﷺ ہے

مانا کہ تُو شریف ہے
ہر ظلم کا حریف ہے
پر اس کو کیا کریں بھلا
حد درجہ تو نحیف ہے
اب عشق خود ملول ہے
تو عاشقِ رسول ﷺ ہے

مدحت سرائی خوب کر
نعتیں بھی خوب لکھ مگر
کرتا ہوں قصہ مختصر
گر پاس تیرے اے اثر
حسنِ عمل کا پھول ہے
تو عاشقِ رسول ﷺ ہے

میں ذکرِ وطن

چھوڑ کر دارِ فانی کو جانا ہے جب
اور اللہ کو منہ دکھانا ہے جب
پھر بدل لیجئے آپ اپنا چلن

سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

کب یہ دنیا بنی ہے بقا کے لئے
دل نہ اس سے لگائیں خدا کے لئے
یہ ہے دھوکے کا گھر یہ ہے دارِمحن

سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

اک نہ اک دن آخر ہم تو مرجائیں گے
دارِ فانی سے جب کوچ کر جائیں گے
ساتھ کچھ بھی نہ ہوگا سوائے کفن

سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

قبر میں جب یہ میت اتر جائے گی
ساری مخلوق پھر اپنے گھر جائے گی
کوئی ساتھی نہ ہوگا نہ دولت نہ دھن
سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

جو بھی انسان مقصد سے پھر جائیگا
وہ تو خود ہی جہنم میں گر جائیگا
اور خود ہی جلائے گا اپنا بدن

سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

شہرِ طاعت میں آباد ہو جایئے
فکرِ دنیا سے آزاد ہو جایئے
خلد بن جائیں گے پھر یہ دشت و دمن

سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

باغ یہ کب تلک یہ کلی کب تلک
مثلِ بلبل کے یہ نغمگی کب تلک
فکرِ صحرا بھی کچھ اسیرِ چمن

سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

آپ کب تک چلیں گے ہواؤں کے ساتھ
ان عزیزوں کے ساتھ آشناؤں کے ساتھ
اب تو بننا پڑے گا روایت شکن
سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

رخ پہ سنت سجانے سے ڈرتے ہیں آپ
پیروی جب زمانے کی کرتے ہیں آپ
دعویٰ عشق کیسا ہے پھر جانِ من

سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

یہ جوانی خدا پر فدا کیجئے
زندگانی کا حق یوں ادا کیجئے
وار دیجئے انہی پر اثر جان و تن

سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

اب تو اظہار کیجئے خیالات کا
کچھ اثر بھی ہوا ہے مری بات کا
یا فقط اس کو سمجھا اثر کا سخن

سنئے پردیس میں آپ ذکرِ وطن

تباہیِ مسلم

میں کیا بتاؤں دوستو عالم میں چار سُو
یوں ہی نہیں تباہیٔ مسلم کی دھوم ہے

مسجد میں ایک صف بھی مکمل نہیں مگر
بازار جا کے دیکھئے کتنا ہجوم ہے

روزہ نماز ذکر و تلاوت نہیں مگر
''ٹی وی'' ہے ''وی سی آر'' ہے گانا ہے فلم ہے

اس دور میں بھی امتِ مسلم کا یہ وجود
سچ پوچھئے تو ربِّ محمد ﷺ کا حلم ہے

التجا

مجھ کو بیشک نصیحت کا کچھ حق نہ تھا
پر میں جذبات کو اپنے کرتا بھی کیا
میں بھی بیٹا ہوں یا بھائی ہوں آپ کا
میری باتوں کا ہرگز نہ مانیں برا
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا

ہم پہ احسان ہے کس قدر دین کا
اس کے احکام اس کے قوانین کا
یہ ہے دراصل زیور خواتین کا
جس کو ہم نے بنایا ہے اک مسئلہ
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا

جو مقام عورتوں کا ہے اسلام میں
ہو نہیں سکتا مغرب کی اقوام میں
وہ تو آ گئے ہیں غیرت کے نیلام میں
ہم یہ سوچیں کہ آخر ہمیں کیا ہوا
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا

بیٹیاں جو کہ پھرتی ہیں یوں بے نقاب
سر پہ ماں باپ کے بھی ہے اس کا عذاب
کیوں نہ تم نے دیا ان کو درسِ حجاب
روزِ محشر یہ پوچھے گا ان سے خدا
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا

یہ جو کالج کی مخلوط تعلیم ہے
درحقیقت یہ محتاجِ ترمیم ہے
یہ خلافِ تقاضائے تکریم ہے
غیر محرم کا ہو آمنا سامنا
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا

جس میں پھنس کر ہمارا برا حال ہے
درحقیقت یہی مغربی جال ہے
جس سے غیرت مسلماں کی پامال ہے
کھیل سارا ہے یہ سوچا سمجھا ہوا
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا

CamScanner

میں نہیں مانتا مغربی ساز کو
میں نہیں جانتا روسی آواز کو
کوئی سمجھے تو اسلام کے راز کو
اس نے کیوں حکم پردے کا ہم کو دیا
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا

میں نے مانا ترقی کا یہ دور ہے
اس صدی کا تقاضا بھی کچھ اور ہے
پر یہ نکتہ بھی تو قابلِ غور ہے
کیا ترقی میں مانع ہے شرم و حیا
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا

مجھ کو تسلیم نیت بہت صاف ہے
اس میں کچھ شک نہیں دل بھی شفاف ہے
پر یہ خود ہی کہیں کیا یہ انصاف ہے
حکم قرآن کا ہم نے رد کردیا
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا

کس لئے جی نہیں لگتا گھر بار میں
کیا نکلنا ضروری ہے بازار میں
فرق پھر کیا رہا ہم میں اغیار میں
کیا ترقی کا ہے اک یہی راستہ
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا
آج تو ہیل جیسے کہ گھوڑے کی ٹاپ
اور حکم شریعت سمجھتے ہیں آپ
سن نہ پائے کوئی زن کے قدموں کی چاپ
بولنا چالنا دیکھنا تو کجا
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا
عام جب سے اثر بے حجابی ہوئی
نوجوانوں میں پیدا خرابی ہوئی
اور ابلیس کو کامیابی ہوئی
کاروبارِ شیاطیں چمکنے لگا
ماؤں بہنوں سے ہے یہ میری التجا
خود کو پردے میں رکھیں برائے خدا

سات قسم کے لوگ عرش کے سائے میں

ہوں آج کچھ فضیلتیں معلوم آپ کو
بتلاؤں اک حدیث کا مفہوم آپ کو

اس کی کمی و بیشی خدا در گزر کرے
اللہ کرے یہ بات دلوں پر اثر کرے

جس دن سوائے عرش کے سائے کے اور کوئی
سایہ نہ ہوگا دوستو اس وقت اس گھڑی

ہوں گے جو سات قسم کے لوگ عرش کے تلے
آسان ہوں گے جن کے لئے سارے مرحلے

وہ خوش نصیب کون ہیں سن لیجے دھیان سے
ہے قیمتی یہ بات سنیں دل کے کان سے

پہلا وہ بادشاہ جو عادل ہو اور نیک
جس کی نظر میں مالک و مزدور سب ہوں ایک

یوں بھی ہر ایک شخص کہ ہے گھر میں حکمراں
اس واسطے اسے یہ فضیلت ملے گی ہاں

وہ گھر میں ہو تو بیوی و بچوں میں رحمدل
غصے میں اور مزاح میں دونوں میں معتدل

گھر پر خدا کے دین کی باتیں بتائے وہ
بچوں کو نیک اور نمازی بنائے وہ

گر کوئی اس کی بات کو مانے نہ پیار سے
بیشک پھر اس کو حق ہے کہ منوائے مار سے

اور دوسرا وہ شخص جوانی میں جو کرے
اللہ کی عبادت اور اللہ سے ڈرے

مغلوب ہو نہ جائے تقاضائے نفس سے
ہر قسم کے مجاہدے کروائے نفس سے

اپنی جوانی اپنے خدا پر فدا کرے
اور اس طرح جوانی کا وہ حق ادا کرے

اور تیسرا وہ شخص کہ مسجد میں جس کا دل
اٹکا رہے نماز کی چاہت میں مستقل

مسجد سے آئے اور ہو جانے کا پھر خیال
مسجد سے اس کو ربط ہو اس درجہ باکمال

اہل و عیال میں بھی عبادت کی فکر ہو
اور کاروبار میں بھی جماعت کی فکر ہو

CamScanner

چوتھے وہ خوش نصیب جو اللہ کے واسطے
رکھتے ہوں دوستی و محبت کے رابطے

ملتے نہ ہوں وہ نفس کی خواہش لئے ہوئے
دونوں رہیں خدا سے تعلق کئے ہوئے

اس پر ہو اجتماع اسی پر جدائی ہو
اللہ ہی کے واسطے یہ آشنائی ہو

دنیا کی بات پر نہ لڑائی ہوا کرے
حتیٰ کہ آ کے موت ہی ان کو جدا کرے

اور پانچواں وہ شخص جو پرہیزگار ہو
اسلاف کے مذاق کا آئینہ دار ہو

عورت کوئی حسین و جمیل اور بانسب
اپنی طرف بلائے برے کام کے سبب

لیکن وہ یوں جواب دے ڈرتا ہوں رب سے میں
تیرے قریب آتا نہیں اس سبب سے میں

گر تجھ کو خوش کروں گا تو وہ ربّ العالمیں
ناراض ہوگا مجھ سے مجھے اس کا ہے یقیں

اور ہاں چھٹا وہ شخص جو صدقہ کرے اگر
دے دائیں ہاتھ سے تو نہ ہو بائیں کو خبر

خیرات دے کے سب کو سناتا نہیں پھرے
نیکی اگر کرے تو جتاتا نہیں پھرے

گر تذکرہ چھڑے بھی کہیں ہنس کے ٹال دے
نیکی کرے تو سچ ہے کہ دریا میں ڈال دے

اور ساتواں وہ شخص جو تنہائی میں کبھی
اپنے خدا کو یاد کرے اور اس گھڑی

اس مردِ حق کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے
سینے سے اس کے اشک کا دریا ابل پڑے

یا خوف سے خدا کے وہ ہوجائے اشکبار
پچھلے گناہ سوچ کے روتا ہو زار زار

اس کے لئے بھی عرش کے سائے کی ہے خبر
مخبر ہیں کون صادقِ کل سیدالبشر ﷺ

یہ ہیں وہ خوش نصیب وہ محبوبِ کردگار
اللہ کرے کہ ان میں ہمارا بھی ہو شمار

معیارِ عشقِ رسول ﷺ

کیا یہی عشق ہے کیا یہی پیار ہے
شکلِ عاشق سے معشوق ﷺ بیزار ہے

عاشقِ نامدار اک نظر دیکھئے
عاشقی کی عمارت تو مسمار ہے

کیا یہی ہیں مسلماں کے چال وچلن
معصیت معصیت پر بھی اصرار ہے

طالبِ مغفرت بھی تو کوئی بنے
یہ بجا ہے کہ اللہ غفار ہے

منہ دکھائے گا کیسے سرِ حشر تو
پیٹھ پر جو گناہوں کا انبار ہے

نفس و شیطاں کو کرتا ملامت نہیں
کیا ضمیرِ مسلمان مردار ہے

کوئی عیسائی ہے اور یہودی کوئی
کفر و الحاد کا گرم بازار ہے

اور تو ہے کہ سوتا ہے گھر میں پڑا
جوشِ ایمان شاید کہ بیمار ہے

اپنی ہستی کو حق پر مٹا کر دِکھا
اے مسلماں اگر تو وفادار ہے

ایک چھوٹے سے دل کی نہ تعمیر کی
تو بڑی کوٹھیوں کا تو معمار ہے

تجھ کو خلدِ بریں کی تو ہے جستجو
پر ترا ہر قدم جانب نار ہے

ایک دوجے سے بغض وعداوت رکھیں
کیا یہی آدمیّت کا معیار ہے

پر وہ آپس میں اٹھتی ہے کیا کیجئے
میں نے مانا ترے پاس تلوار ہے

الصلوٰۃ الصلوٰۃ اُمتی اُمتی
وقتِ رخصت یہی وردِ سرکار ﷺ ہے

اور یہ امتی اُف خدا کی پناہ
جن کو سنت پہ چلنا بھی دشوار ہے

صورتِ مصطفیٰ ﷺ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ
کیا ترقی کی راہوں میں دیوار ہے

غیر کے راستے پر تو چلتا ہے کیوں
راہِ سنت پہ چلنے میں کیا عار ہے

اپنے اسلاف کو دیکھتا کیوں نہیں
کیوں نئی روشنی کا پرستار ہے

جو الاپے ترقی کا راگِ عبث
وہ مفکر نہیں ہے وہ فنکار ہے

اپنی گفتار کا خود مخاطب اثرؔ
کیونکہ سب سے بڑا یہ سیہ کار ہے

انجامِ عشقِ مجازی

اے کاش نگاہوں کو کبھی چار نہ کرتے
اے کاش کہ گرم عشق کا بازار نہ کرتے
اے کاش محبت کا بیوپار نہ کرتے
اے کاش ترا خود کو پرستار نہ کرتے
ہم جانتے تو تم سے کبھی پیار نہ کرتے

کیا علم تھا ہم کو کہ ترا حسن ہے فانی
اک خواب کی مانند ہے الفت کی کہانی
ورنہ کبھی ضائع نہیں کرتے یہ جوانی
اور خود کو کبھی عشق کا بیمار نہ کرتے
ہم جانتے تو تم سے کبھی پیار نہ کرتے

وہ زلفِ سیہ وہ لب و رخسار تمھارے
ہم جن کے سبب ہو گئے بیمار تمھارے
اور ناز اٹھانے لگے بیکار تمھارے
اس دام میں ہم خود کو گرفتار نہ کرتے
ہم جانتے تو تم سے کبھی پیار نہ کرتے

کیا علم تھا ہے خواب بہت جلد بکھرنا
اے حسن کی دیوی تجھے اک روز ہے مرنا
نادان تھے کم فہم تھے اے دوست وگرنہ
مرجاتے مگر ہم ترا دیدار نہ کرتے
ہم جانتے تو تم سے کبھی پیار نہ کرتے

مراقبۂ موت وحشر

پہلے تو یہ سوچئے میں کس قدر بیمار ہوں
اور پھر مرنے کو گویا اب تو میں تیار ہوں

بعد اس کے سوچئے میں مر گیا روتے ہیں سب
جمع میرے مرنے کی سن کر خبر ہوتے ہیں سب

مجھ کو تختے پر لٹایا اور نہلانے لگے
پھر کفن کچھ لوگ مل کر مجھ کو پہنانے لگے

اب مجھے سب دیکھتے ہیں آخری دیدار ہے
سب کے دل میں حسرتیں ہیں سب کے دل میں پیار ہے

اب جنازہ ہے مرا تیار لے جانے لگے
اہلِ خانہ کو مرے کچھ لوگ بہلانے لگے

لا کے میت کو مری مسجد کے باہر رکھ دیا
اور پھر میرا جنازہ سب نے مل کر پڑھ لیا

اب مجھے کچھ لوگ قبرستان لے جانے لگے
پھر وہ قبرستاں پہنچ کر مجھ کو دفنانے لگے

کل تلک اپنے تھے جو وہ آج بیگانے لگے
جب اندھیرے میں مجھے سب چھوڑ کر جانے لگے

قبر میں اب میں ہوں تنہا پاس ہیں منکر نکیر
جانبِ حق سے یہ گویا آئے ہیں بن کر سفیر

اب انہوں نے جو کیا مجھ سے آخر کوئی سوال
پاس تو کچھ بھی نہیں اس بدعمل کے جز ملال

پھر یہ سوچیں حشر کا میدان قائم ہوگیا
روزِ محشر عدل کا میزان قائم ہوگیا

میں کھڑا ہوں اک طرف ہے خوف سے حالت بری
کیا دکھاؤں گا میں صورت ہے مری سیرت بری

غیب سے اتنے میں اک آواز آتی ہے مجھے
ذات اس قہار کی جیسے بلاتی ہے مجھے

آ ادھر آ بدعمل تیرا بھی اب لے لوں حساب
کھول نالائق ذرا اعمال کی اپنی کتاب

اب سوالوں سے میں ان کے ہوگیا ہوں لاجواب
خلد میں جانا کجا یاں ہوگیا حکمِ عذاب

اب فرشتوں کے لئے ہوتا ہے یہ ارشادِ حق
ڈال دو دوزخ میں اس کو تاکہ حاصل ہو سبق

زندگی بھر یہ برے اعمال کرتا ہی رہا
عالمِ فانی کی رنگینی پہ مرتا ہی رہا

اور ستم اس پر کہ خود کو باعمل کہتا تھا یہ
اپنی ہی تعریف میں شعر و غزل کہتا تھا یہ

کیا خبر اس کو نہیں تھی ایک دن پیشی بھی ہے
عقبیٰ اس کا گھر ہے یہ دنیا میں پردیسی بھی ہے

اس نے اپنی عاقبت تو خود ہی کرلی ہے تباہ
سن کے یہ باتیں جھکی ہے شرم سے میری نگاہ

لوگ سارے دیکھتے ہیں مجھ ذلیل و خوار کو
خاسر و بدبخت کو بدکار کو لاچار کو

اب سوائے حسرت و افسوس کے کیا کیجئے
اے اثرؔ اس بات کو ہر روز سوچا کیجئے

CamScanner

ضعیفوں سے التجا

میں ہوں کیا اور میری حقیقت ہے کیا   میں کسی کو نصیحت کروں کیا بھلا
میرے طرزِ تخاطب سے ہوں مت خفا   مجھ میں برداشت کا اب نہیں حوصلہ

اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

سوئے منزل چلا زیست کا قافلہ   شب کی تاریکی پھیلی ہے دن ڈھل گیا
ٹمٹمانے لگا زندگی کا دیا   اب ہے پیشِ نظر قبر کا مرحلہ

اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

پہلے بچپن گیا پھر لڑکپن گیا   دیکھتے دیکھتے ہی جواں بن گیا
اب تو عہدِ ضعیفی میں ہر فن گیا   اب تو مسجد کا آسان ہے راستہ

اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

لاکھ شیریں تھا عہدِ جوانی کا پھل   اب تو گرنے کو ہے دارِ فانی کا پھل
جس نے کھایا ہے اس زندگانی کا پھل   اس کو چکھنا پڑا موت کا ذائقہ

اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

CamScanner

میں نے مانا ہے مصروفیت ٹھیک ہے زور پر کسبِ دنیا کی تحریک ہے
پر یہ سوچا کبھی قبر نزدیک ہے اس کی خاطر بھی ہے کوئی سامان کیا

اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

یہ بجا ہے کہ دنیا یہ رنگین ہے باعثِ بے حسی اس کی تزئین ہے
پر یہ غفلت جو ہے جرمِ سنگین ہے ہے بھیانک بہت آخرت کی سزا

اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

آہ جو قربِ مولیٰ سے محروم ہے خود ہی ظالم ہے وہ خود ہی مظلوم ہے
ظاہراً خوش ہے باطن میں مغموم ہے کیوں نہ ہو جب ہو خالق خوشی کا خفا

اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

کاش ہوجائے پورا وہ قبل از اجل رب سے وعدہ کیا تھا جو روزِ ازل
اتنے احساں فراموش اور بے عمل ایسے ہرجائی ہوتے ہیں اہلِ وفا

اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

دیں کا فقدان دنیا کی بہتات ہے آخری عمر میں محوِ لذات ہے
اس قدر بے حسی بھی بری بات ہے جا کے مرقد میں جاگے گا احساس کیا

اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

CamScanner

کوئی تو مغفرت کا بہانہ بنے لوگ فقرے کسیں یا فسانہ بنے
لاکھ اپنا مخالف زمانہ بنے اب تو کرنی ہے حاصل خدا کی رضا
اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا
آہ بندوں کی حالت ہے کتنی خراب معصیت پر نہیں آتا ان کو حجاب
آخرش کس طرح دوں میں ان کو عذاب بوڑھے مومن سے آتی ہے رب کو حیا
اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا
دیں نہ دل میں جگہ نخوت و جاہ کو کرلیں پابند اب قوتِ باہ کو
منہ دکھانا ہے محشر میں اللہ کو اپنے اعمال کا خود ہی لیں جائزہ
اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا
اتنا محبوب ہے اپنا عہدِ شباب اب بھی بالوں کو کرتے ہیں کالا خضاب
ختم ہوتا نہیں ہے امیدوں کا خواب کیا اجل ہی سے ٹوٹے گا یہ سلسلہ
اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا
عمرِ رفتہ کی غفلت کا غم ہے بہت میں نے مانا یہ غم محترم ہے بہت
مسئلہ یہ ہے اب وقت کم ہے بہت اب تو کر ہی لیں اصلاح کا فیصلہ
اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

CamScanner

خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں اب فکرِ عقبیٰ سے سرشار ہو جائیں اب
اب بھی موقع ہے ہشیار ہو جائیں اب غفلتوں کی بھی ہوتی ہے کچھ انتہا
اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا
اس سے پہلے کہ کھولیں فرشتے کتاب اپنے اعمال کا کرلیں خود احتساب
جائے حسرت نہ بن جائے روزِ حساب خون رونے سے بھی پھر نہیں فائدہ
اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا
رحمتِ حق کا گر چاہتے ہیں ظہور پھر تو لازم ہے چہرے پہ سنت کا نور
تا کہ پہچان لیں حشر میں خود حضور ﷺ اور کر دیں شفاعت کا مژدہ عطا
اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا
ایک گل کے لئے گلستاں چھوڑ دیں حکمِ خالق نہیں اپنا دل توڑ دیں
اب گنہ چھوڑ دیں اپنا رخ موڑ دیں آخرت میں اگر چاہتے ہیں جزا
اب ضعیفوں سے ہے یہ مری التجا
خود کو تیار رکھیں برائے قضا

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے

اکبرالٰہ آبادی مرحوم کے شعر پر تضمین کی گئی نظم

وہی تاریخ جس کی رہ گئی تھی بس فسانے میں
وہ جو مظلوم بن کر کل تلک تھا آستانے میں
وہی مصروف ہے اب ظلم کی دیوار ڈھانے میں
مگر کچھ مہرباں مشغول ہیں کانٹے بچھانے میں
رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں
نئی تہذیب کا یہ قتلِ عام اچھا نہیں لگتا
پڑھے لکھوں کو اسلامی نظام اچھا نہیں لگتا
غلاموں کو مئے وحدت کا جام اچھا نہیں لگتا
یہ وہ بندے ہیں جن کو رب کا نام اچھا نہیں لگتا
رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

بھلائی لاکھ پھیلائے برائی کیوں مٹاتا ہے
شرابِ معصیت کا جام منہ سے کیوں چھڑاتا ہے
کرے اپنی عبادت دوسروں کو کیوں بلاتا ہے
یہ خود تو جاگتا ہی ہے جہاں بھر کو جگاتا ہے

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

زمانے بھر سے رخ کو موڑنے کی بات کرتا ہے
سرِ میدان یہ سر پھوڑنے کی بات کرتا ہے
اس عہدِ نو میں ٹی وی توڑنے کی بات کرتا ہے
یہ دیوانہ معاصی چھوڑنے کی بات کرتا ہے

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

نہیں روکا گیا تو ایک دن حد کر کے رکھ دے گا
یہ قائم چار سُو پردے کی سرحد کر کے رکھ دے گا
کہ ماؤں بہنوں کو گھر میں مقید کر کے رکھ دے گا
یہ دیوانہ نفاذِ دینِ احمد ﷺ کر کے رکھ دے گا

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

تمھیں معلوم ہے یہ کس قدر ہے سود کا دشمن
یہ غائب کا تمنائی یہ ہے موجود کا دشمن
یہ ابلیسِ لعیں کی کاوشِ مردود کا دشمن
ترقی میں رکاوٹ منزلِ مقصود کا دشمن
رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

نہ رشوت خود ہی لیتا ہے نہ ہم کو لینے دیتا ہے
نہ چوری خود ہی کرتا ہے نہ ہم کو کرنے دیتا ہے
نہ اپنی جیب بھرتا ہے نہ ہم کو بھرنے دیتا ہے
نہ یہ خود آگے بڑھتا ہے نہ ہم کو بڑھنے دیتا ہے

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

یہ دیوانہ فقط عشق و جنوں کی بات کرتا ہے
یہ سازوں کی نہیں سوزِ دروں کی بات کرتا ہے
خدا کے راستے میں قتل و خوں کی بات کرتا ہے
یہ دنیا دے کے عقبیٰ کے سکوں کی بات کرتا ہے

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

الا اللہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ

کرۂ ارض کو گردش میں یوں زیرِ فلک رکھا کس نے
سورج چاند ستاروں میں یہ نور و چمک رکھا کس نے
لیلیٰ کے فانی چہرے پر ایسا نمک رکھا کس نے
خالقِ حسن کی ہر لحظہ ہے شان نئی سبحان اللہ

الاّ اللہ الاّ اللہ الاّ اللہ الاّ اللہ

کیا کہیے لبریز جب ان کی الفت کا پیمانہ ہو
عقل کی زنجیروں کو توڑے عشق میں یوں دیوانہ ہو
غیروں کا کیا ذکر جب اپنے آپ سے ہی بیگانہ ہو
نشۂ عشقِ الٰہی یارو چیز ہی ایسی ہے واللہ

الاّ اللہ الاّ اللہ الاّ اللہ الاّ اللہ

تاریخ اپنی عظمت کی لکھوائی ربِ کعبہ نے
جان لٹا کر دین کو زندہ رکھا ہمارے آباء نے
جنگِ احد میں خونِ نبوت دیکھا جوں ہی صحابہؓ نے
اک دن میں دیں ستر جانیں ایسا پیارا ہے اللہ

الاّ اللہ الاّ اللہ الاّ اللہ الاّ اللہ

تیغِ حکمِ خدا کو رکھیں اپنی گردن پر ہم بھی
راہِ حق میں اپنی ہتھیلی پر لے جائیں سر ہم بھی
مثلِ علیؓ کے حملہ کردیں نفس کے خیبر پر ہم بھی
راہِ خدا میں جان لڑادیں ہم بھی پڑھ کر بسم اللہ

الّا اللہ الّا اللہ الّا اللہ الّا اللہ

عشقِ خدا کی آگ وہ پہلے صحنِ دل میں لگاتے ہیں
جس سے معاصی کے سارے ہی خار و خس جل جاتے ہیں
پھر سالک کو آسانی سے منزل پر پہنچاتے ہیں
رب نے ایسا شیخ دیا ہے سب کہہ دو سبحان اللہ

الّا اللہ الّا اللہ الّا اللہ الّا اللہ

اپنے رب سے غافل ہو کر اپنی عمر گنوا بیٹھے
بھول کے اپنے مولیٰ کو ہم دل غیروں سے لگا بیٹھے
خالقِ دل سے ناطہ توڑا دل کا چین لٹا بیٹھے
چین کہیں ہے عشقِ بتاں میں توبہ توبہ معاذ اللہ

الّا اللہ الّا اللہ الّا اللہ الّا اللہ

اب تک جو ہونا تھا ہوا اب دل سے توبہ کرتے ہیں
ترکِ معاصی کا اے اثرؔ ہم آج ارادہ کرتے ہیں
اپنے شیخ کی محفل میں ہم لوگ یہ وعدہ کرتے ہیں
اب مولیٰ کو راضی کریں گے سب کہہ دو ان شاء اللہ

الّا اللہ الّا اللہ الّا اللہ الّا اللہ

متفرقات

پھر آج اشک کے دریا میں آگیا طوفاں
پھر آج بستیِ رخسار زیرِ آب ہوئی

ایک ساتھی کے تلفِ سنت پر جذبات کا اظہار

خواب تھا دامنِ امید مرا بھر جانا
میں نے اک قطرۂ شبنم کو سمندر جانا

بے وفائی پہ تری تجھ سے کروں کیا شکوہ
میں نے اس ظلم کو بھی اپنا مقدر جانا

اس کو خوش فہمی کی آخر کو سزا ملنی تھی
جس نے پژمردہ کلی کو بھی گلِ تر جانا

اس کو دل چیر کے دکھلاؤں تو حاصل کیا ہو
جس نے اس شیشۂ نازک کو بھی پتھر جانا

ہائے افسوس مری آنکھ نے دھوکہ کھایا
اپنا قد اپنے ہی سائے کے برابر جانا

جیتے جی آنکھ نے سنت کا جنازہ دیکھا
ایسے جینے سے تو بہتر تھا مرا مر جانا

کس طرح کرلیا مومن نے گوارا یہ ظلم
تاجِ سنت سے تو ارزاں تھا اثر سر جانا

کلّا بل تحبونَ العاجله وتذرون الآخره
ہرگز نہیں بلکہ تم محبوب رکھتے ہو دنیا کو اور چھوڑ بیٹھے ہو آخرت کو

مجھے یہ غم کہ مری آخرت کا کیا ہوگا
اسے یہ فکر کہ دنیا مری خراب ہوئی

اسے گماں کہ ہے مقصد نظر سے پوشیدہ
مجھے یقیں کہ حقیقت خیال و خواب ہوئی

اسے یہ دکھ کہ میں دنیا میں ہوگیا ناکام
مجھے خوشی مری کوشش تو کامیاب ہوئی

اسے ملال کہ مجھ پر ہی آزمائش کیوں
میں اس پہ خوش کہ ادھر نظرِ انتخاب ہوئی

پھر آج اشک کے دریا میں آگیا طوفاں
پھر آج بستیِ رخسار زیرِ آب ہوئی

فضیلتِ حفاظِ قرآنِ کریم

جن کو خدا نے حافظِ قرآن کردیا
خلدِ بریں کا راستہ آسان کردیا

رکھا نہ جس نے قلب میں قرآں کا کوئی جزو
اس نے خود اپنے قلب کو ویران کردیا

اپنے بڑوں کو حفظِ کلامِ عظیم سے
اک طفلِ نونہال نے حیران کردیا

"انّا لہ، لحافظون" یوں ہی نہیں کہا
حفظِ کلامِ پاک کو آسان کردیا

دل اس کلامِ پاک کا یٰسین کو کیا
اس کی دلہن کو سورۂ رحمٰن کردیا

دس نیکیاں ملیں گی ہر اک حرف پر اثر
آقائے نامدار ﷺ نے اعلان کردیا

CamScanner

حضرت اقدس مولانا شاہین اقبال اثر صاحب دامت برکاتہم

کے دیگر شعری مجموعے

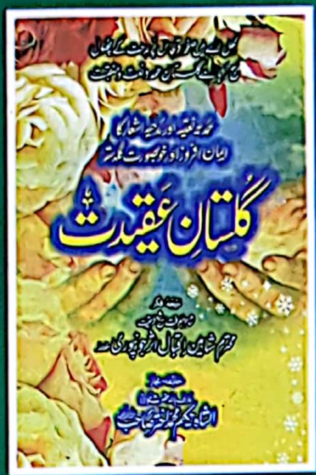

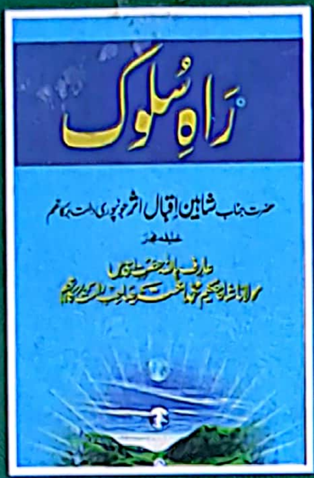

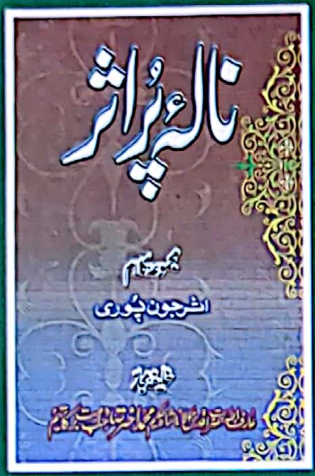

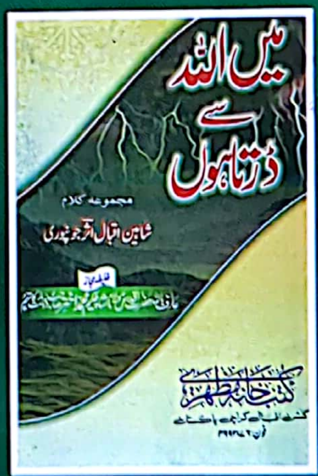

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت

حلقۂ اثر

CS CamScanner